عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۰ | ۹ تا ۱۷ / جمادی الثانی ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ / جنوری ۲۰۲۱ء | شمارہ: ۴

حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی

حیات و خدمات

خلع کا موجودہ قانون

ایک معاشرتی المیہ

اللہ تعالیٰ اور انبیاء کرام کی شان میں

مرزا قادیانی کی ہرزہ سرائی

ظہور مہدی علیہ الرضوان

احادیث کی روشنی میں

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

آپ کے مسائل

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

مہر پورا ادا کرنا لازم ہے

س:......لڑکی والوں نے جھوٹ بول کر لڑکی کی عمر کم بتلائی اور شادی کردی، شادی کے بعد معلوم ہوا کہ لڑکی، لڑکے سے عمر میں چار پانچ سال بڑی ہے، اب لڑکا اسے طلاق دینا چاہتا ہے کہ ہمارے ساتھ دھوکا ہوا تو کیا ایسی صورت میں لڑکی کو پورا مہر ادا کرنا اس کے شوہر پر لازم ہوگا؟

ج:......بصورت مسؤلہ اگر مذکورہ لڑکی کو طلاق دینے کی صرف یہ وجہ ہے کہ وہ لڑکے یعنی شوہر سے عمر میں چند سال بڑی ہے تو یہ شرعاً کوئی ایسا عیب نہیں، جس کی وجہ سے طلاق دینا درست ہو بلکہ یہ ایک طرح سے غیر اسلامی سوچ اور طرزِ عمل ہونے کی وجہ سے موجب گناہ بھی ہے، باقی جھوٹ کا گناہ لڑکی والوں پر ہوگا۔ لیکن اگر لڑکا اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا ہے تو اس صورت میں بیوی کو مقررہ مہر دینا شوہر پر لازم ہوگا اور شوہر اگر ادا کر چکا ہے تو پھر واپس لینا جائز نہیں ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

”والمهر يتأكد باحد معان ثلثة: الدخول والخلوة الصحيحة، وموت احدالزوجين سواء كان مسمى او مهر المثل حتى لا يسقط منه شيئى بعد ذلك بالابراء۔“

(فتاویٰ عالمگیری، ج:۱، ص:۳۰۳، کتاب النکاح، باب المہر، طبع رشیدیہ)

گمشدہ اشیاء کا شرعی حکم

س:...... ہمارے گھر کے پیچھے تین عدد ٹرک کئی سالوں سے بالکل کباڑ کھڑے ہوئے ہیں۔ ہم نے گورنمنٹ کے ادارے کو کہا کہ ان کو ہٹادیں، کیونکہ ان کی وجہ سے گندگی اور مچھر بہت ہوتے ہیں۔ اب ہم خود ہی جگہ کو صاف کر رہے ہیں اور اس جگہ کھیل کا میدان اور پارک بنانا چاہ رہے ہیں۔ تو کیا ہم ان ٹرک کو بیچ کر حاصل شدہ رقم کو اس پارک اور کھیل کے میدان میں لگا سکتے ہیں یا کسی مسجد اور مدرسہ میں لگا سکتے ہیں؟

ج:......صورت مسؤلہ میں جو ٹرک کباڑ ہو چکے ہیں فروخت کے بعد ان کی مالیت کو اصل مالکان تک یا ان کے ورثا تک پہنچانا ضروری ہے۔ اس کو نہ اپنے ذاتی مصرف میں استعمال کر سکتے ہیں اور نہ ہی فلاحی کاموں میں اور نہ کسی مسجد اور مدرسہ میں لگا سکتے ہیں۔ ہاں اگر اصل مالکان یا ان کے ورثا کا کسی طور پر بھی پتہ نہ چل سکے تو پھر اس کا حکم گمشدہ چیز کا ہوگا یعنی گمشدہ چیز کا جب کوئی مالک نہ معلوم ہو سکے تو اس کی طرف سے مستحقین کو یہ رقم صدقہ کر دی جائے۔ اس نیت سے کہ اگر کبھی اصل مالکان واپس آ کر اپنی چیز کا مطالبہ کریں اور صدقہ پر راضی نہ ہوں تو ان کو یہ رقم اپنی طرف سے واپس کی جائے گی۔

ڈالر کی شکل میں لیا گیا قرضہ کیسے واپس کریں؟

س:......چند سال پہلے میں نے اپنے دوست سے قرض مانگا، اس نے مجھے ڈالر میں دے دیا اور کہا کہ جب آپ کے پاس ہوں دے دینا۔ اب ڈالر اس قدر زیادہ مہنگا ہو گیا ہے۔ کیا مجھے ڈالر میں ہی قرض واپس کرنا ہوگا؟

ج:......اگر قرض ڈالر کی شکل میں لیا ہو اور ڈالر کی شکل میں ہی واپس کرنا طے ہوا تھا تو اب ڈالر میں ہی واپس کرنا ہوگا۔ خواہ ڈالر مہنگا ہو یا سستا۔ ہاں اگر آپ کا دوست خود ہی رعایت کر دے تو یہ اس کی طرف سے احسان ہوگا۔ لیکن اگر وہ مطالبہ کرے تو وہ حق پر ہے اور آپ کے ذمہ اس کا حق ادا کرنا لازم ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۰ ۹ تا ۱۷ ر جمادی الثانی ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ ر جنوری ۲۰۲۱ء شمارہ:۴

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

بلوچستان میں دہشت گردی کے واقعات	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
''خلع'' کا موجودہ قانون... ایک معاشرتی المیہ	۶	مولانا محمد حنیف جالندھری
مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ: حیات و خدمات	۱۰	مولانا محمد خبیب
سیرتِ پاک کے چند روشن ابواب (۵)	۱۳	حافظ محمود راجا، سجاول
.... مرزا قادیانی کی ہرزہ سرائی	۱۷	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
ظہورِ مہدی علیہ الرضوان.......	۲۰	حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ
تحفظ ختم نبوت پروگرامز	۲۵	رپورٹ: مولانا محمد کلیم اللہ نعمان
دینی مدارس میں مختصر ختم نبوت کورسز!	۲۶	رپورٹ: مولانا محمد رضوان

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 001001096468001 9
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) **IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019**
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT **0010010964710018**
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) **IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018**
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

بلوچستان میں دہشت گردی کے واقعات

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

نائن الیون کے بعد امریکا نے دہشت گردی ختم کرنے کے عنوان پر افغانستان پر چڑھائی کی، اس کی اینٹ سے اینٹ بجانے کے باوجود ابھی تک طالبان کو فتح نہ کرسکا، اب اس کے آگے جھک کر طالبان کی شرائط پر ان سے مذاکرات کررہا ہے، لیکن افغانستان سے پھیلنے والی آگ ہمارے ملک میں بھی در آئی، جس کی بنا پر علماء، طلبہ، عوام اور ہماری فورسز اور جوان شہید ہوئے۔ بڑی قربانیوں کے بعد دہشت گردی کی آگ تھمی تھی، لیکن ۲۷ دسمبر ۲۰۲۰ء کو بلوچستان ضلع ہرنائی میں ایف سی چیک پوسٹ پر دہشت گردوں نے حملہ کرکے ایک بار پھر جوانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا، إنا للّٰہ وإنا إلیہ راجعون.

ایک عرصہ سے ہندوستان پاکستان میں دہشت گردی کو ہوا دے رہا ہے، جس کا ثبوت یہ ہے کہ ان کے کئی اعلیٰ پوسٹوں پر براجمان لوگ پاکستان کے خلاف دہشت گردی کے لئے لوگوں کو اُکساتے ہوئے پائے گئے۔ افغانستان میں اس نے اپنے بیس کیمپ بنا رکھے ہیں، جس سے اپنے ایجنٹوں اور دہشت گردوں کے ذریعہ پاکستان میں مختلف عنوانوں سے دہشت گردی کرائی جاتی ہے۔ کلبھوشن یادیو جس کو ہماری سیکورٹی ایجنسی نے پکڑا ہے، وہ اس کا واضح ثبوت ہے۔ اس کی گرفتاری کے بعد کافی حد تک دہشت گردی رک گئی تھی، اور اب وہ پھر نئے سرے سے سر اٹھا رہی ہے۔ فورسز کے جوانوں کو شہید کرنے کے چند دن بعد ۳ جنوری ۲۰۲۱ء کو بلوچستان ہی کے علاقہ مچھ میں ہزارہ برادری کے ۱۱ مزدوروں کو دہشت گردوں نے اغواء کیا اور اس کے بعد ان کو گولیوں اور تیز دھار آلے سے ان کے گلے کاٹ دیئے۔ اس دردناک خبر کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

مچ (نمائندہ جنگ، خبر ایجنسیاں) بلوچستان مچ میں ہزارہ برادری کے ۱۱ کان کن قتل، کچھ ذبح ہوئے، ہاتھ پاؤں باندھ کر مارا گیا، ۲۰ سے ۲۵ دہشت گردوں نے نصف شب کو حملہ کیا، لواحقین کا احتجاج، قومی شاہراہ بلاک، انتظامیہ نے مذاکرات کے بعد ٹریفک بحال کردیا، سرچ آپریشن شروع کردیا گیا۔ دوسری جانب وزیراعظم عمران خان نے کہا ہے کہ معصوم کان کنوں کا قتل بزدلانہ دہشت گردی کا ایک اور واقعہ، قاتل گرفتار کریں گے، ادھر وفاقی وزیر شبلی فراز نے کہا ہے کہ بیرونی دشمن پاکستان کو عدم استحکام سے دوچار کرنے کے لئے مسلسل وار کررہا ہے، مذموم عزائم ناکام ہوں گے۔ داعش نے ذمہ داری قبول کرلی۔ تفصیلات کے مطابق مچ کے قریب گیشتری کول مائنز ایریا میں غیرمعمولی اندوہناک واقعے میں نامعلوم افراد نے ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب 11 کان کنوں کو قتل

کر دیا، مقتولین کا تعلق ہزارہ برادری سے ہے۔ واقعے کے خلاف کان کنوں اور کول مائنز ٹھیکیداروں نے مقتولین کی لاشیں قومی شاہراہ پر رکھ کر اسے بلاک کر دیا، واقعہ کی اطلاع ملتے ہی ایف سی اور لیویز نے علاقے کی ناکہ بندی کر کے سرچ آپریشن شروع کر دیا۔ اس دوران تمام موبائل نیٹ ورکس بند کر دیئے گئے تاہم کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔ ہزارہ ڈیموکریٹک پارٹی اور وحدت مسلمین کے ایم پی ایز بھی احتجاجی مظاہرین کے ساتھ اظہار یکجہتی کرنے پہنچ گئے۔ مظاہرین نے ڈی سی کچھی لیفٹیننٹ کرنل ایف سی مچ سے مذاکرات کئے اور ۵ گھنٹے بعد قومی شاہراہ کھول دی اور مظاہرین اور ورثاء لاشیں ایمبولینس میں رکھ کر کوئٹہ لے گئے۔ لیویز ذرائع کے مطابق کول مائنز کمپنی میں کان کنی کرنے والے کان کنوں عزیز خان ولد رضا علی، محمد ہاشم ولد عبدالرحیم، انور علی ولد غلام، شیر محمد ولد حسین علی، احمد شاہ ولد عبدل، محمد صادق ولد یعقوب علی، چمن علی ولد نادر علی، حسن جان ولد محمد حسین، آصف علی، عبداللہ ہفتے کی شام کان کنی کے بعد اپنے کمرے میں سو رہے تھے کہ ہفتے اور اتوار کی درمیانی شب ۲۰ سے ۲۵ دہشت گردوں نے کمرے کو گھیرے میں لے کر کان کنوں کو اسلحے کے زور پر لے کر شناخت کے بعد ان کے ہاتھ پاؤں باندھے اور تیز دھار آلے سے انہیں قتل کرنے کے بعد رات کی تاریکی میں پیدل ہی پہاڑی علاقے میں فرار ہو گئے۔....... (روزنامہ جنگ کراچی، ۴؍جنوری ۲۰۲۱ء)

دہشت گردی کے پے درپے واقعات ہونے کی بنا پر ان مقتولین کے ورثاء نے ان کی میتوں سمیت احتجاج کیا، ان کا مطالبہ تھا کہ وزیر اعظم خود آ کر ہمیں یقین دہانی کرائیں کہ آئندہ ایسے واقعات رونما نہ ہوں گے۔ اپوزیشن جماعتوں کے سربراہان بھی ان کے پاس اظہارِ افسوس اور ہمدردی کے لئے گئے، جنہوں نے لواحقین سے میتوں کو دفن کرنے کی اپیل کی، لیکن وزیر اعظم نے لواحقین سے کہا کہ پہلے ان کی تدفین کریں، پھر میں آؤں گا، اس کشمکش میں تقریباً چھ دن گزر گئے، ان مقتولین کے ورثا کی ہمدردی اور اظہارِ یکجہتی کی بنا پر پورے ملک میں احتجاج کا سلسلہ شروع ہو گیا، گویا پورا ملک اس کی لپیٹ میں آ گیا۔ بالآخر لواحقین مان گئے اور انہوں نے ساتویں روز ان میتوں کی تدفین کی، پھر وزیر اعظم بھی ان کے پاس پہنچ گئے، حالانکہ وزیر اعظم پہلے دن ہی چلے جاتے تو یہ احتجاج کا سلسلہ اتنا دراز نہ ہوتا۔

حکومت سے ہماری گزارش ہے کہ ملک میں امن وامان پر خصوصی توجہ دیں، کیونکہ بھارت میں مختلف تحریکوں کے علاوہ کسان تحریک ایک مہینہ سے زیادہ وقت سے سڑکوں پر احتجاج کر رہی ہے، جس کی وجہ سے مودی سرکار پریشان ہے، اس سے توجہ ہٹانے کے لئے وہ یہ ساری دہشت گردی کرا رہا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے ملک کی حفاظت فرمائے، اسے اندرونی و بیرونی دشمنوں کے ناپاک عزائم سے محفوظ رکھے اور سرحدات اور ملکی امن وامان پر مأمور و موجود ہماری فوج کے جوانوں کو مزید قوت وہمت کی توفیق سے نوازے، جو اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر ملک اور قوم کی حفاظت کر رہے ہیں، آمین۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقہٖ سیدنا محمد و علی آلہٖ و صحبہٖ أجمعین

''خلع'' کا موجودہ قانون

ایک معاشرتی المیہ

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری (ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ، پاکستان)

انسانی رشتوں میں خاوند و بیوی کا رشتہ ایک ایسا تعلق ہے جو بیک وقت انتہائی مضبوط بھی ہے اور حد درجہ نازک بھی، یہ رشتہ جہاں ''قبول ہے'' کے اقرار کے ساتھ دو اجنبی مرد و عورت کو تمام عمر کے لئے ایک دوسرے کے حقوق و فرائض ادا کرنے کے مقدس رشتے میں باندھ دیتا ہے، وہیں ''طلاق'' کے لفظ کا تکرار زوجین کے مابین نہ ختم ہونے والی حدِ فاصل بھی قائم کر دیتا ہے۔

شریعتِ اسلامیہ میں اس مقدس مگر نازک رشتے کو برقرار رکھنے کے بڑے واضح اور تاکیدی احکام دیے گئے ہیں اور میاں بیوی کی علیحدگی کو نہایت سنگین قرار دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام مباح چیزوں میں طلاق سب سے زیادہ مبغوض اور ناپسندیدہ ہے جیسا کہ حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے:

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سے سب سے زیادہ مبغوض چیز طلاق ہے۔'' (مشکوٰۃ شریف ص۲۸۲ بروایت ابوداؤد)

یہی وجہ ہے کہ بغیر کسی شدید ضرورت کے عورت کے مطالبۂ طلاق کو لائق نفرت قرار دیا گیا ہے چنانچہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

''جس عورت نے اپنے شوہر سے شدید ضرورت کے بغیر طلاق کا مطالبہ کیا، اس پر جنت کی خوشبو بھی حرام ہے۔'' (مشکوٰۃ شریف ص۲۸۳، بروایت مسند احمد، ترمذی، ابوداؤد، دارمی، ابن ماجہ)

ایک اور حدیث شریف میں ارشاد ہے:

''(بلاضرورت) خود کو قید نکاح سے نکالنے والی اور خلع لینے والی عورتیں منافق ہیں۔'' (مشکوٰۃ، ص:۲۸۳، بروایت نسائی)

ایک حدیث پاک کے مطابق شیطان کو جتنی خوشی میاں بیوی کی علیحدگی سے ہوتی ہے، اتنی خوشی لوگوں کو چوری اور شراب نوشی جیسے بدترین گناہوں میں ملوث کرنے سے بھی نہیں ہوتی۔ (مشکوٰۃ شریف، ص: ۸۱ بروایت صحیح مسلم)

شیطان کی اس خوشی کا سبب یہ ہے کہ میاں بیوی کی علیحدگی سے بے شمار مفاسد جنم لیتے ہیں، پہلے ایک ہنستا بستا گھر اجڑ تا ہے، پھر بچوں کا مستقبل تباہ ہوتا ہے، اس کے بعد دونوں خاندانوں کے درمیان بغض و عداوت اور نفرت وحقارت کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ جنم لیتا ہے، جس کے ضمن میں ایک دوسرے کے خلاف جھوٹے الزامات، طعن و تشنیع، غیبت و چغل خوری سے بڑھ کر قتل و قتال تک نوبت جا پہنچتی ہے، اس لئے اسلامی تعلیمات میں حتی الامکان اس کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ میاں بیوی کی علیحدگی کا راستہ روکنے کی کوشش کی جائے، تاکہ دیگر مفاسد اور منکرات کا دروازہ نہ کھلے۔

تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ شرعاً ''طلاق'' کے ناپسندیدہ ہونے کے باوجود اسے ناگزیر ضرورت کے طور پر قبول کیا گیا ہے، کیونکہ بعض اوقات ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں کہ طلاق دینا ضروری ہو جاتا ہے۔ طلاق کی نوبت آنے میں عورت اور مرد دونوں کا انفرادی اور اجتماعی کردار اہمیت رکھتا ہے، طلاق کی عمومی وجہ مرد اور عورت کے درمیان ذہنی ہم آہنگی نہ ہونے کے باعث پیدا ہونے والی طبعی یا عارضی نفرت ہوتی ہے، جس کے بعد مرد اور عورت کے درمیان اکٹھے زندگی گزارنا اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بعض اوقات زوجین کے درمیان جنسی اور اخلاقی کمزوریوں کا حائل ہونا بھی طلاق یا علیحدگی کا سبب بن جاتا ہے، اس طرح کے حالات میں میاں بیوی کو ساتھ رہنے پر مجبور کرنا شریعت اور عقل کے تقاضوں کے خلاف ہے اور فریقین کے درمیان اس مسلسل کشاکش اور ناچاقی کے منفی اثرات اولاد پر بھی مرتب ہوتے ہیں۔ ان حالات میں مرد کا

طلاق دے دینا یا عورت کا خلع لے لینا ہی مسئلے کا قابلِ عمل حل ہے۔

اسلامی شریعت میں جہاں شوہر کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے کر رشتۂ ازدواج سے آزاد کرسکتا ہے، وہیں بیوی کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ اگر اس کے لئے حدود اللہ کے اندر رہتے ہوئے ازدواجی تعلق کو قائم رکھنا ممکن نہ رہے تو وہ اپنے آپ کو اس بندھن سے آزاد کرا سکے، قانونی اصطلاح میں یہ حق ''خلع'' کہلاتا ہے، ''خلع'' کے لئے لازمی ہے کہ بیوی اپنے شوہر کو معاوضے کی یا حق مہر سے دستبردار ہونے کی پیشکش کرے اور شوہر اسے قبول کرلے، بہ الفاظِ دیگر خلع کے لئے زوجین کی باہمی رضامندی ضروری ہے اور خلع کے کیس میں شوہر کی غیر حاضری یا عدم رضا کی صورت میں یک طرفہ ڈگری کی شرعی طور پر کوئی حیثیت نہیں۔ علامہ علاؤالدین حصکفیؒ فرماتے ہیں کہ: ''خلع'' یا اس طرح کے کسی لفظ سے نکاح کو ختم کردینا جو فریقین کے قبول کرنے پر موقوف ہو خلع کہلاتا ہے۔ (الدرالمختار) خلع کی مشروعیت قرآن مجید سے ثابت ہے چنانچہ ارشاد ہے:

''اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ وہ میاں بیوی (اب) حدود اللہ کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ عورت مالی معاوضہ دے کر علیحدگی حاصل کرلے۔''

(البقرہ ۲۲۹)

خلع مرد کے مال لئے بغیر بھی جائز ہے اور خلع کے بعد عورت پر ایک طلاق بائن واقع ہو جائے گی۔ علامہ حصکفیؒ فرماتے ہیں: ''خلع کا حکم یہ ہے کہ اس کے ذریعے طلاق بائن واقع ہوگی خواہ وہ مالی عوض کے ساتھ ہو یا مالی عوض کے بغیر ہو۔'' (الدرالمختار باب الخلع ص۴۴۴ ج ۳)

آج ہمارے معاشرے کا بہت بڑا المیہ یہ بھی ہے کہ عورتیں معمولی ازدواجی اختلاف کی بنیاد پر عدالتوں کے ذریعے خلع کے مقدمات دائر کرا رہی ہیں، اور ملک بھر کی عدالتوں میں لاکھوں کی تعداد میں ایسے مقدمات زیر سماعت ہیں، جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا کہ خلع میں عقد نکاح کو ختم کرنے کا مطالبہ عورت کی جانب سے ہوتا ہے اور مرد اس کے مطالبے پر کچھ لے کر اسے عقدِ نکاح سے آزاد کرتا ہے اور خلع بھی دیگر عقود کی طرح ایک عقد ہے، اس لئے کہ اس میں فریقین میں سے ہر ایک کا راضی ہونا ضروری ہے اور یہ یکطرفہ نہیں ہوسکتا، چنانچہ اگر عدالت شوہر کی رضامندی کے بغیر خلع کا فیصلہ دے تو شرعاً یہ خلع معتبر نہیں ہو گا۔ (بحوالہ فتاویٰ شامیہ، کتاب الطلاق، باب الخلع، ص:۱۴۴، ج:۳)

لیکن ہمارے ہاں عائلی قوانین میں کچھ ایسی خامیاں موجود ہیں جو شرعی اعتبار سے درست نہیں اور جن پر غور کرنا انتہائی ضروری ہے، ان میں سے ایک یکطرفہ خلع بھی ہے۔ پرویز مشرف کے دور میں بعض مغربی این جی اوز اور آزاد خیال عورتوں کے مطالبے کی بنا پر خلع کے قوانین میں ایسی ترامیم کی گئیں، جن سے ناجائز فائدہ اٹھانا بہت ہی آسان ہوگیا ہے چنانچہ عورت کی طرف سے خلع کا مقدمہ دائر کرنے کے بعد عدالت اس کے شوہر کو دو یا تین مرتبہ سمن جاری کرتی ہے اور شوہر کی طرف سے جواب نہ آنے پر یک طرفہ خلع کی ڈگری جاری کردیتی ہے، جو قرآن مجید کے حکم ''نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں ہے'' کے سراسر خلاف ہے۔

۲۰۱۵ء میں فیملی کورٹ ایکٹ میں جو ترمیم کی گئی وہ قرآن وسنت اور تمام فقہائے امت کے مؤقف کے برعکس ہے، اس ترمیم کے مطابق خلع کے کیس میں عورت کا صرف یہ کہہ دینا ہی کافی ہے کہ: ''میں اب اس خاوند کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔'' اس کے بعد عدالت کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ خلع کا کیس عورت کے حق میں کردے۔

اس ترمیم کی عبارت یہ ہے: ''اگر شوہر یا خاتون دونوں میں سے کوئی ایک کہتا ہے کہ میں اس کے ساتھ نہیں رہنا چاہتا / چاہتی یہ میرا پکا فیصلہ ہے، مجھے اس سے علیحدہ ہی ہونا ہے تو اب قانون کے لئے لازم ہے کہ اسی وقت خلع کا کیس عورت کے حق میں کردے۔''

''اسلامی نظریاتی کونسل'' جو ایک آئینی ادارہ ہے اور جس کا ہدف اسلامی جمہوریہ پاکستان کے نظریئے کے مطابق اس ملک کے نظام کو اسلامی نظام میں ڈھالنے کی تدبیر وسعی کرنا ہے، نے بھی اس مسئلے میں شرعی حکم کو واضح کیا ہے چنانچہ کونسل نے اپنے اجلاس نمبر ۱۹۹ منعقدہ ۲۵، ۲۶ رمئی ۲۰۱۵ء میں بعض سفارشات پیش کیں۔ عدالت کے ذریعے خلع کا حصول... موجودہ قانونی صورت حال اور درپیش مسائل اور شرعی نقطۂ نظر کے زیر عنوان کونسل نے دو فیصلے منظور کئے:

فیصلہ نمبر ۱... مروجہ عدالتی خلع میں شوہر کی رضامندی کے بغیر عدالت یکطرفہ ڈگری جاری کرتی ہے، درست نہیں، عدالتوں کو چاہئے کہ وہ خلع اور فسخ نکاح میں فرق کریں۔

فیصلہ نمبر ۲... شعبۂ ریسرچ خلع، فسخ، ایلاء،

لعان اور ظہار کی تعریفات پر مشتمل ایک دفعہ کا متن تیار کرے جو بعد ازاں قانون انفساخِ نکاح مسلمانان ۱۹۳۹ء میں شامل کیا جائے گا۔‘‘

اسلامی نظریاتی کونسل کے اس وقت کے چیئرمین مولانا محمد خان شیرانی نے کونسل کے اجلاس کے بعد پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ’’عدالتیں خلع کے نام پر تنسیخ نکاح کے فیصلے دے رہی ہیں جو جائز نہیں، خلع کا حق صرف خاوند کے پاس ہے، عدالتوں کو چاہئے کہ وہ خلع اور تنسیخ نکاح میں فرق کریں۔‘‘

اسلامی نظریاتی کونسل کی اس واضح راہنمائی کے باوجود خلع کا قانون جوں کا توں ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی سفارشات گزارش وتلقین سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتیں حتی کہ بی بی سی کی ایک رپورٹ کے مطابق صدر ضیاءالحق مرحوم کے دور کے بعد ۳۰ سالہ عرصہ میں اسلامی نظریاتی کونسل کی کسی سفارش کو پارلیمنٹ میں سرے سے زیر بحث ہی نہیں لایا گیا۔ مروجہ قانونِ خلع کے حامیوں کی طرف سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ خلع کے لئے میاں بیوی کی باہمی رضامندی کی شرط ایک فقہی رائے ہے، حالات کے تناظر میں اس میں کمی بیشی کی جاسکتی ہے۔ ان حضرات کی خدمت میں گزارش ہے کہ خلع کے لئے میاں بیوی کی باہمی رضامندی صرف ’’فقہی رائے‘‘ نہیں، بلکہ فقہائے امت کا اجماعی فیصلہ ہے حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی تمام مذاہب کے فقہاء متفق ہیں کہ خلع کے لئے زوجین کی رضا مندی ضروری ہے۔ اختصار کے ساتھ اس مسئلے میں چاروں مذاہب کی تصریحات درج کی جاتی ہیں:

حنفی مسلک: شمس الائمہ امام سرخسی رحمہ اللہ المبسوط، ص:۱۷۳، ج:۶ پر تحریر فرماتے ہیں: یعنی خلع حاکم وغیر حاکم دونوں کے پاس جائز ہے، اس لئے کہ یہ ایک ایسا عقد ہے جس کی ساری بنیاد باہمی رضامندی پر ہے۔

شافعی مسلک: امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یعنی خلع طلاق کے حکم میں ہے، لہٰذا کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی دوسرے کی طرف سے طلاق دے نہ باپ کو یہ حق ہے، نہ آقا کو، نہ سرپرست کو، نہ حاکم کو۔ (کتاب الام، ص:۲۰۰، ج:۵)

مالکی مسلک: علامہ ابوالولید باجی مالکی رحمہ اللہ موطا امام مالکؒ کی شرح میں لکھتے ہیں: یعنی عورت کو شوہر کے پاس جانے پر مجبور کیا جائے گا، اگر شوہر خلع وغیرہ کے ذریعے علیحدگی نہ چاہتا ہو۔

(المہذب، ص:۱۷، ج:۲)

حنبلی مسلک: فقہ حنبلی کے مستند ترین شارح علامہ ابن قدامہ حنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یعنی اس لئے کہ خلع عقد معاوضہ ہے، اس کے لئے حاکم کی ضرورت نہیں، جیسا کہ بیع اور نکاح میں حاکم کی ضرورت نہیں، نیز اس لئے کہ خلع باہمی رضامندی سے عقد کو ختم کرنے کا نام ہے، لہٰذا یہ اقالہ (فسخ بیع) کے مشابہ ہے۔

(مغنی ابن قدامہ، ص:۲۵، ج:۷)

دورِ جدید کا مغربی تصور یہ ہے کہ جس طرح مرد، عورت کو اس کی مرضی کے بغیر طلاق دے سکتا ہے اسی طرح عورت، مرد کی رضامندی کے بغیر خلع لے سکتی ہے۔ پاکستان میں موجودہ خلع کے قانون کی عمارت اسی بنیاد پر استوار کی گئی ہے، لیکن یہ وہ فکر یا عمل ہے جس سے شریعت کا پورا عائلی نظام تلپٹ ہوجاتا ہے اور جس سے اللہ تعالیٰ کی وہ حکمتِ بالغہ باطل ہوجاتی ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے نکاح کی گرہ مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے عورت کے ہاتھ میں نہیں۔

بلاشبہ، اللہ تعالیٰ نے عورت کو یہ حق دیا ہے کہ وہ ضرورت محسوس کرے تو شوہر سے خلع کا مطالبہ کرسکتی ہے اور ’’بدل خلع‘‘ کے طور پر مالی معاوضے کی پیشکش بھی کرسکتی ہے، مگر ’’خلع کا حق‘‘ اور ’’خلع کے مطالبے کا حق‘‘ دو الگ الگ چیزیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے عورت کو یہ حق دیا ہے کہ وہ شوہر سے خلع کا مطالبہ کرسکتی ہے، یہ حق نہیں دیا کہ وہ ازخود مرد کو خلع دے کر چلتا کرسکتی ہے، اس کی مثال ایسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو حق دیا ہے کہ وہ حدود شرعیہ کی رعایت رکھتے ہوئے جہاں چاہے نکاح کرسکتا ہے، یہ حق مرد کو بھی ہے اور عورت کو بھی، لیکن نکاح کا یہ حق یک طرفہ نہیں، کیونکہ نکاح ایک ایسا عقد ہے جو دونوں فریقوں کی رضامندی پر موقوف ہے، اسی طرح خلع بھی ایک ایسا عقد ہے جس کے ذریعے دونوں فریق ’’ازالۂ نکاح بالعوض‘‘ کا معاملہ طے کرتے ہیں۔ جس طرح نکاح کا پیغام بھیجنے کا حق ہر شخص کو حاصل ہے، لیکن عملاً نکاح اس وقت ہوگا جب دونوں فریق نکاح کا ایجاب وقبول کریں گے۔

اسی طرح خلع کی پیشکش کرنا عورت کا حق ہے، لیکن عملاً خلع اس وقت ہوگا جب دونوں فریق اس عقد کا ایجاب وقبول کریں گے۔ بخلاف طلاق کے، کہ وہ عقد نہیں بلکہ اپنی ملکیت یا اختیار کو ختم کرنا ہے اس کے لئے دوسرے فریق کی رضامندی ضروری نہیں۔

مندرجہ بالا معروضات سے درج ذیل امور بالکل واضح ہوگئے کہ:

(الف) قرآن کریم اور حدیث نبوی کی رو

سے خلع اس وقت ہوتا ہے، جب میاں بیوی دونوں اس پر راضی اور متفق ہو جائیں۔

(ب) باجماع امت شوہر کی طرف سے کوئی عدالت، کوئی ادارہ یا کوئی دوسرا فرد اس کی بیوی کو طلاق دینے یا خلع دینے کا مجاز نہیں ہے، اگر کسی شوہر کی بیوی کو اس کی اجازت ورضامندی کے بغیر کسی فرد، کسی ادارے یا کسی عدالت نے طلاق دے دی یا خلع دے دیا تو وہ شرعاً کالعدم ہے، یہ عورت بدستور اپنے شوہر کے نکاح میں ہے، جب تک اس سے طلاق یا خلع نہ لے۔

(ج) ایسی عورت جسے شوہر کی مرضی کے بغیر کسی ادارے یا فرد نے طلاق یا خلع دے دیا ہو، وہ چونکہ بدستور اپنے شوہر کے نکاح میں ہے، اس لئے اس کا عقد ثانی باطل ہے، اگر وہ دوسری جگہ عقد کرے گی تو ہمیشہ گناہ کی زندگی گزارے گی، اس کا وبال دنیا و آخرت میں اسے بھگتنا ہوگا۔ اس کے ساتھ وہ ادارہ، فرد، عدالت اور قانون ساز بھی اس گناہ میں شریک ہے جس نے خلافِ شریعت قانون سازی کی اور فیصلے دیے۔

گزشتہ سطور میں خلع کے بالمقابل ''تنسیخِ نکاح'' کا بھی اجمالاً ذکر ہوا جس میں قاضی مخصوص حالات کی بنا پر از خود بھی نکاح فسخ کر سکتا ہے۔ عالم اسلام کی معروف شخصیت شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی اس کی توضیح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: ''یہاں یہ سوال ہو سکتا ہے کہ جمہور فقہاء کے نزدیک بعض مخصوص حالات میں قاضی شرع کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ بلا مرضی شوہر بھی زوجین میں تفریق کر دے جو بحکم طلاق ہے اور یہ طلاق شوہر کی اجازت کے بغیر حاکم کی طرف سے ہوتی ہے جیسے مفقود الخبر، مجنون، نامرد وغیرہ شوہر کے معاملات تمام کتب فقہ میں مفصل موجود ہیں، اس لئے تفریق قاضی کے مسئلے کی وضاحت کر دینا مناسب ہے۔

صورت حال یہ ہے کہ عورت کے جو حقوق مرد پر واجب ہیں، وہ دو قسم کے ہیں، ایک وہ حقوق جو قانونی حیثیت رکھتے ہیں اور جو نکاح کے قانونی مقاصد حاصل کرنے کے لئے ضروری ہیں، مثلاً نان ونفقہ اور وظائف زوجیت وغیرہ، یہ وہ حقوق ہیں جنہیں بزور عدالت شوہر سے وصول کیا جا سکتا ہے اور اگر شوہر ان کی ادائیگی سے عاجز ہو تو اس پر قانوناً واجب ہو جاتا ہے کہ عورت کو طلاق دے۔ ایسی صورت میں اگر وہ طلاق دینے سے انکار کرے یا طلاق دینے کے قابل نہ ہو تو مجبوراً قاضی کو اس کا قائم مقام قرار دے کر تفریق کا اختیار دیا جاتا ہے: (۱) مجنون، (۲) متعنت (نان ونفقہ نہ دینے والا)، (۳) عنین (نامرد)، (۴) مفقود الخبر، (۵) غائب غیر مفقود، میں یہی صورت ہوتی ہے۔

اس کے برخلاف نکاح کے بعض حقوق ایسے ہوتے ہیں، جن کی ادائیگی شوہر پر دیانتاً ضروری ہے، لیکن وہ قانونی حیثیت نہیں رکھتے اور نہ انہیں بزور عدالت وصول کیا جا سکتا ہے جیسے بیوی کے ساتھ حسنِ سلوک اور خوش اخلاقی کا معاملہ، ظاہر ہے کہ یہ حقوق بزور قانون نافذ نہیں کیے جا سکتے، جب تک شوہر کے دل میں خدا کا خوف اور آخرت کی فکر نہ ہو، دنیا کی کوئی عدالت ان کا انتظام نہیں کر سکتی اور جب اس قسم کے حقوق کا تعلق عدالت سے نہیں ہے تو اسے یہ اختیار بھی حاصل نہیں ہے کہ حق تلفی کی صورت میں وہ نکاح فسخ کر دے۔ (''اسلام میں خلع کی حقیقت'' ''جزء الحیل الناجز''، ص ۶۶۲، از مفتی محمد تقی عثمانی)

یہاں یہ پہلو بھی غور طلب ہے کہ عدالت کا منصب فریقین کے ساتھ انصاف کرنا ہے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ عدالت کا جھکاؤ کسی ایک فریق مقدمے کی طرف نہ ہو، لیکن مغربی پروپیگنڈے کے زیر اثر یہاں گویا یہ اصول طے کر لیا گیا ہے کہ خلع کے مقدمے میں مرد ہمیشہ ظالم اور عورت ہمیشہ معصوم ومظلوم ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ خلع کے قریباً سو فیصد فیصلے عورت کے حق میں کیے جاتے ہیں، جب عدالت نے ذہنی طور پر شروع ہی میں عورت کی طرف داری کا اصول طے کر لیا ہو تو سوچا جا سکتا ہے کہ اس کا فیصلہ انصاف کے ترازو میں کیا وزن رکھتا ہے اور وہ شرعاً کیسے نافذ اور مؤثر ہو سکتا ہے اور اس کے ذریعے عورت پہلے شوہر کے لئے حرام اور دوسرے کے لئے حلال کیسے ہو سکتی ہے؟

کیا اس طرح کے مقدمات میں یہ احتمالات نہیں کہ:

(۱) عورت عیش پسند اور خاوند متوسط الحال ہو، وہ اوسط درجے کا نان ونفقہ دے سکتا ہو، مگر عورت زیادہ کا مطالبہ کرتی ہو۔

(۲) عورت آزادی پسند ہو، شرعی حجاب وغیرہ کی پابندی برداشت نہ کرتی ہو۔

(۳) عورت بداخلاق اور شوہر کی نافرمان ہو اور آزادیٔ طبع کی وجہ سے زوجیت کا قلادہ گردن سے اتارنا چاہتی ہو۔

(۴) آج کل کی روش پر چلتے ہوئے امیر کبیر، خوبصورت اور معاشرے میں ذی وجاہت شوہر کی خواہاں ہو۔

(باقی صفحہ 27 پر)

مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ.......ٹوبہ ٹیک سنگھ

حیات وخدمات

مولانا محمد خبیب مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹوبہ

تاریخ پیدائش.... ۱۹۴۳ء:

مولانا محمد عبداللہ (اسرائیل) لدھیانوی بن محمد ابراہیم بن شیر محمد بن کریم بخش قوم جٹ لدھیانوی جائے پیدائش زلف گڑھ (جھنگیاں) ماچھی واڑہ ضلع لدھیانہ۔

آباؤ اجداد میں سے ایک بزرگ زلفو نامی موضع ہادیوال سے یہاں آ کر آباد ہوئے ان کے نام کی نسبت کی وجہ سے زلف گڑھ نام پڑا زلف گڑھ چک نمبر ۱۴۵ تحصیل سمرالہ ضلع لدھیانہ ہے، اسی گاؤں کے قریب تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلے پر موضع لکھوال کلاں تھا جو مولانا کے ننھیال کا گاؤں تھا۔ تقسیم ہندوستان کے وقت ۴ سال آپ کی عمر تھی، ہجرت اور احوال ہجرت پورے یاد تھے، بے سروسامانی کے ساتھ آباؤ اجداد کے ہمراہ انڈیا سے پاکستان ہجرت کی۔ کچھ دن لاہور میں مہاجرین کے کیمپوں میں گزارنے کے بعد چک نمبر EB/160 جو کہ تحصیل بورے والا ضلع وہاڑی کا ایک گاؤں ہے میں آباد ہوگئے۔

پاکستان آنے کے ایک سال بعد گاؤں کے پرائمری اسکول میں داخل ہوئے، پرائمری اس دور میں چار جماعت کا ہوا کرتا تھا، مڈل کے لئے چک نمبر EB/142 کے مڈل اسکول میں داخلہ لیا، جہاں گاؤں کے کچھ اور بچے بھی پڑھتے تھے۔ والدگرامی محمد ابراہیم سخت محنت ومشقت سے کاشت کاری کا کام کرتے تھے۔ تحصیل علوم دین کی خاطر میٹرک کے بعد بورے والا سے ماموں کانجن فیصل آباد (لائل پور) میں جامعہ احیاء العلوم میں پہنچے، میٹرک پڑھا ہوا تھا، وہاں مرد قلندر، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی نظر ہی کچھ یوں پڑی کہ دل ونگاہ بدل دیئے۔

جٹ برادری زمیندار کا لڑکا دین پڑھنے مدرسہ میں آیا، اس وقت میٹرک بہت بڑی تعلیم سمجھی جاتی تھی۔ جامعہ احیاء العلوم ماموں کانجن کے مہتمم حافظ حسام الدینؒ تھے، بڑے اساتذہ میں حضرت مولانا محمد شفیع صاحبؒ ہوشیار پوری (والدگرامی حضرت مولانا قاری محمد ادریس ہوشیار پوریؒ مہتمم جامعہ رحیمیہ ملتان ومؤلف ''خطباتِ حکیم الاسلام'' قاری محمد طیب صاحب قاسمیؒ) اور شہید ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ تھے۔ حضرت مولانا محمد شفیع صاحبؒ بعد میں کراچی تشریف لے گئے اور دارالعلوم کراچی کے مدرس بنے، کراچی ہی میں انتقال ہوا، اور حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے بعد میں بہت شہرت پائی، آپ مستند عالم دین، صاحب قلم، عقیدہ ختم نبوت وناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے محافظ اور کتب کثیرہ کے مصنف ہیں (آپ کے مسائل اور ان کا حل، اختلاف امت اور صراطِ مستقیم، تحفۂ قادیانیت اور اصلاحی مواعظ زیادہ مشہور ہیں)۔

آپ نے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ سے کنز الدقائق، کافیہ، ارشاد الصرف، جیسی کتب پڑھیں۔ جب احیاء العلوم ماموں کانجن سے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کراچی تشریف لے گئے تو مولانا محمد عبداللہ صاحب لدھیانوی بھی ماموں کانجن سے چنیوٹ چلے گئے وہاں پر فاتح ربوہ حضرت مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں پہنچے۔ حضرت چنیوٹی رحمہ اللہ نے مولانا عبداللہ لدھیانوی کو اپنا متبنیٰ (منہ بولا بیٹا) بنا لیا۔ انہوں نے مولانا محمد عبداللہ صاحب لدھیانوی کو جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی جہاں تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کے قائد اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کے پاس بھیج دیا۔ یہاں آپ کو حضرت شیخ الاسلام سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ، حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی رحمہ اللہ، مولانا محمد ادریس میرٹھی رحمہ اللہ، مولانا مصباح اللہ شاہ صاحب ہزارویؒ، مولانا فضل محمد سواتی رحمہ اللہ جیسے اساطین علم و دانش، اخلاص وتقویٰ کے پیکر، زہد و ورع سے مرقع اکابرین سے شرف تلمذ کا موقع ملا۔ ۱۹۶۶ء میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی سے فارغ التحصیل ہوئے۔

۲۷/ جنوری ۱۹۶۷ء میں سلسلۂ ازدواجی

زندگی کا آغاز کیا۔ اللہ تعالیٰ نے صاحب اولاد بنایا ۳ بیٹے محمد عبیداللہ، محمد ثناء اللہ (ایڈووکیٹ)، مولانا محمد سعداللہ اور ۳ بیٹیاں ہیں۔

شادی کے بعد مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان میں مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمہ اللہ مولانا محمد شریف جالندھری رحمہ اللہ نے مرکزی دفتر میں بطور مبلغ منتخب کیا، اس وقت مبلغین میں وہ تمام بزرگ مبلغین ہوتے تھے جو حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ کے معتمد تھے۔ ۱۹۶۹ء میں شیخ الاسلام علامہ سیّد محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ نے جامعہ کی خدمت کے لئے کراچی بلوالیا اور بحیثیت مدرس کے جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں ۸ سال مدرس اور جامع مسجد خاموش کالونی کراچی میں بحیثیت خطیب و امام رہے، بالآخر شیخ الاسلام علامہ سیّد محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ نے حضرت مولانا لال حسین اختر رحمہ اللہ کو کراچی بلوا کر مولانا عبداللہ کو ان کے سپرد کر دیا۔ جب حضرت مولانا لال حسین اختر رحمہ اللہ کا وصال ہوا اور ان کی وصیت تھی کہ میری تدفین (تحریک ریشمی رومال کے مرکز دین پور شریف کے قبرستان میں اکابرین کے ساتھ) حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمہ اللہ کے پہلو میں ہو، ان کی یہ وصیت دین پور شریف میں سنانے اور حضرت میاں عبدالہادی رحمہ اللہ سے اجازت نامہ لینے کے لئے مولانا محمد عبداللہ صاحب کو بھیجا گیا حضرت میاں عبدالہادی رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا کہ: ”جگہ تو میں نے اپنے لئے رکھی تھی، مگر جوان (مولانا لال حسین اخترؒ) دور سے آ رہا ہے اور بڑی شان سے آ رہا ہے آنے دو۔“

آپؒ کا روحانی تعلق خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمہ اللہ سے تھا، ٹوبہ ٹیک سنگھ کی غلہ منڈی کی جامع مسجد بلال میں بحیثیت خطیب کے ۱۹۷۳ء میں مقرر ہوئے انتظامی امور کے حوالہ سے کار سرکار میں پورا سکہ چلتا تھا، جوشِ خطابت اور حق گوئی کی بنا پر پورے ٹوبہ میں اپنا لوہا منوایا، سیاسی طور پر کئی مرتبہ فریق مخالف نے ٹوبہ سے نکلوانے کی کئی کوششیں اور سازشیں رچائیں مگر ان کو منہ کی کھانی پڑی۔ مذہبی و مسلکی طور پر تمام مسالک اور تمام مکاتب فکر میں ایک قاضی اور فیصل کی حیثیت رکھتے تھے۔ اپنے وقت میں سرکاری اور مذہبی حلقہ میں ”دبنگ مولوی“ کے نام سے جانے اور پہچانے جاتے تھے اور اب مولانا کی یہ سیٹ مولانا کے صاحبزادے حضرت مولانا محمد سعداللہ صاحب لدھیانوی کے سپرد ہے۔ مولانا موصوف پاکستان علماء کونسل کے صوبائی نائب صدر ہیں اور جامع مسجد بلال غلہ منڈی کے نائب خطیب بھی ہیں۔ آپ بار بار رابطہ عالم اسلامی کے اجلاسوں میں متعدد ممالک میں شرکت کر چکے ہیں اور علاقہ بھر میں اپنے والد کی طرح مسلک کا دفاع کرتے نظر آتے ہیں ضلعی انتظامیہ میں مکمل اثر و رسوخ ہے اور ضلعی امن کمیٹی کے ممبر بھی ہیں۔ مولانا محمد عبداللہ صاحبؒ لدھیانوی پورے ضلع میں فرد واحد ایک جماعت اور کارواں کی حیثیت رکھتے تھے۔ مزاج ہنس مکھ، طبیعت میں جلال و جمال تھا۔ معافی، عفو و درگزر اور ہر محفل کے شاہسوار، گفتگو کا ملکہ، دلائل پر عبور، علم و حکمت سے ہی ہمیشہ مخالفوں کے دل جیت لیتے تھے، مولانا کی موجودگی میں محفل میں کسی اور کو بولنے کا موقع کم ہی ملتا تھا۔ مولانا کی قوت گویائی اور حکمت عملی کی وجہ سے وزراء اور تمام سیاسی پارٹیوں کے امیدوار اور اہم شخصیات پہلے ہمیشہ اپنی تائید و حمایت کے لئے اور بعد میں دعاؤں کے لئے حاضر خدمت ہوا کرتے تھے جس کسی پارٹی نے بھی کبھی مذہبی حوالے سے کچھ رخنہ ڈالا تو اس پارٹی کے ضلعی عہدیداران کو آگاہ کر کے واضح طور پر فرماتے کہ اسلام، ختم نبوت، ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے غداری مت کریں اور اپنی آخرت کو برباد مت کریں۔

تحریک نظام مصطفیٰ، تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۴ء اور دیگر تمام تحریکیں جو ناموس رسالت، عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ، عظمت صحابہ کرامؓ و اہل بیتؓ کے تحفظ کے لئے اٹھیں، ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تمام تحریکوں کا مرکز غلہ منڈی جامع مسجد بلال ہی ہوا کرتا تھا اور مولانا ان تحریکوں کی قیادت کرتے تھے، اس راہ کی صعوبتیں، مشقتیں، ہتھکڑیاں، جیلیں بھی خوش دلی اور خوش اسلوبی سے قبول کیں، مگر ناموس رسالت، ختم نبوت اور اسلام کے خلاف کبھی بھی کوئی نازیبا حرکت برداشت نہیں کی۔ دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان میں بحیثیت لائبریرین بھی رہے۔ والدین نے نام تو اسرائیل تجویز کیا بمعنٰی عبداللہ کے ہیں، بعد ازاں حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ نے مولانا کا نام زمانہ طالب علمی میں محمد عبداللہ منتخب فرما دیا۔

مولانا مرحوم ہمیشہ سیاسی و مذہبی مخالفین کا جواب مخالفت سے نہیں دیتے تھے بلکہ نہایت خوش اسلوبی، تحمل، اطمینان قلب سے دلائل کے ساتھ دیا کرتے تھے۔ مولانا کا سیاسی اور سرکاری سطح پر بہت اثر و رسوخ تھا، مگر کبھی اس سے ذاتی مفاد حاصل نہیں کیا۔ کبھی بھی مولانا نے کسی بیورو کریٹ سے تعلقات کو اپنے مقصد یا اپنے فائدے کے لئے استعمال نہیں کیا اور آج تک مولانا کا ٹوبہ میں کوئی ذاتی مکان یا کاروبار نہیں باوجود بیسیوں بار آفر ملنے کے۔ سوائے مسجد کے رہائشی مکان کے جہاں آج

تک اپنے بچوں سمیت رہائش پذیر رہے۔ جس دور میں میٹرک کیا تھا اگر اس وقت چاہتے کم از کم ماسٹر/ ٹیچر تو ضرور لگتے، مگر اللہ نے دین کا کام جو لینا تھا وہ لیا، اسی خدمت دین کی بنا پر ہی تو نام اور کام زندہ پائندہ ہے اور ان شاء اللہ! امید ہے کہ بعد میں بھی اللہ تعالیٰ مولانا کے نام اور کام کو اولاد صالحہ کے ذریعے زندہ وجاوید رکھے گا۔

مولانا سے میری پہلی ملاقات ۲۰/ اپریل ۲۰۱۰ء میں بعد نماز و بیان ظہر جامع مسجد بلال غلہ منڈی میں مولانا کے حجرہ میں ہوئی، تعارف ہوا کس مدرسہ سے فراغت، گھر کہاں ہے؟ پوری انوسٹی گیشن ہوئی۔ پھر تو انفرادی ملاقاتیں بھی رہیں اور اجتماعی محفل بھی، بظاہر تلخ مزاج تھے، مگر دل و دماغ کے صاف سچے اور سُچے تھے، ہر محفل میں اپنے اکابرین کا تذکرہ ضرور کرتے، حضرت مدنیؒ، حضرت امیر شریعتؒ، حضرت بنوریؒ، حضرت لدھیانوی شہیدؒ، حضرت قاضی صاحبؒ، حضرت جالندھریؒ، مولانا لقمان علی پوریؒ، حضرت درخواستیؒ، مولانا لال حسین اخترؒ، سائیں محمد حیاتؒ، جانباز مرزاؒ، مولانا چنیوٹیؒ کبھی ملتان دفتر کے حال احوال، اپنے زمانہ کے بزرگوں کے واقعات بیان کرنے کے بعد ایک شعر پڑھ کر آب دیدہ ہو جاتے۔

گُل گئے، گلشن گئے، باقی دھتورے رہ گئے
عقل والے چل دیئے، بے شعورے رہ گئے

بنوری ٹاؤن میں ۸ سال کا عرصہ پڑھایا، مفتی نعیم صاحبؒ، قاری مفتاح اللہ صاحب، قاری قاسم صاحب اور دیگر کئی استاذ الحدیث مولانا مرحوم کے شاگردوں میں شامل ہیں۔ مولانا کی لائبریری میں آج تک نایاب کتب سینکڑوں میں موجود ہیں، ہر کتاب مکمل پڑھی ہوئی اس کی کتابت کی غلطیاں وہ بھی لکھ لیتے، روزانہ ۷۰ سے ۱۰۰ صفحات کا مطالعہ ضرور کرتے، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مہمان ہمیشہ مولانا کے یا پھر حضرت قاضی صاحبؒ کے مہمان ہوا کرتے تھے۔ اتنی بڑی شخصیت ہونے کے باوجود کبھی کسی سے سخت لہجہ میں بات کرتے تو بعد ازاں ہاتھ جوڑ کر معافی مانگ لیتے چاہے عالم ہو یا غیر عالم، فرماتے میری زبان کی سختی کی وجہ سے الفاظ نکل گئے اللہ کے واسطے مجھے معاف کر دیں، اللہ سے معافی مانگ چکا ہوں آپ بھی معاف کر دیں، کئی دفعہ سفر بھی اکٹھے کرنے کا موقع ملا کئی کانفرنسوں میں اکٹھے گئے، ایک روحانی باپ، مربی، محسن، مشفق، معلم کی طرح دست شفقت اور رہنمائی فرماتے، مجھے تو محسوس یوں ہوتا کہ اپنی سگی اولاد سے بھی زیادہ شفقت فرماتے تھے بحیثیت عالم اور خصوصاً ختم نبوت کے مبلغ ہونے کی وجہ سے، کئی باتیں سیکھنے کو، سمجھنے کو ملیں۔ ایک بار تحفظ ناموس رسالت کا مسئلہ تھا ریلی نکالنے کے لئے ایک مسلک نے الگ سے اجلاس اور ریلی نکالنے کا فیصلہ کر لیا، مولانا نے ان کی مسجد میں جا کر اپنی ٹوپی پگڑی اتار کر اس مسلک کے رہنما کے پاؤں میں رکھ کر درخواست کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کے لئے امت مسلمہ کی اجتماعیت کا سوال کرتا ہوں، اس طرح کے کئی واقعات ہیں امت، مسلک، مکتب اور شہر کی اجتماعیت کے لئے مولانا نے اپنی ذات مٹا کر سب کو اکٹھا کیا مگر اپنے مسلک اور مکتب پر آنچ بھی نہیں آنے دی، اگر ٹوبہ شہر میں اس وقت دیوبندیت کا نام آن بان شان ہے تو اس میں مولانا کا ۷۰، ۸۰ فیصد حصہ ہے۔ کبھی اپنی بیماری کو بیماری ہی نہیں سمجھتے تھے۔ فالج کا جھٹکا لگا یادداشت بالکل ختم ہوگئی، الحمدللہ! یادداشت پوری واپس آ گئی۔ مجھے مرزا قادیانی کی کتابوں کے بہت سارے حوالے زبردستی یاد کرائے روزانہ پوچھتے فلاں حوالہ کس کتاب کے کس صفحہ پر ہے؟ ایک ہفتہ ہسپتال میں زیرِ علاج رہے مگر بار بار یہی کہتے میری نماز رہ گئی، وضو کراؤ نماز ادا کرنی ہے، صحت یابی ہوئی، جمعہ چھٹی مل گئی، تین دن گھر رہے، طبیعت پھر سے خراب ہوگئی ہسپتال ایک ہفتہ مزید رہے۔ بالآخر ۲/ جنوری ۲۰۲۱ء بروز ہفتہ صبح ۲ بجے کے قریب اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نماز جنازہ گئوشالہ قبرستان ٹوبہ میں صاحبزادہ مولانا سعداللہ صاحب لدھیانوی نے پڑھائی، جنازہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب، مولانا محمد اسحاق ساقی بہاولپور، مولانا عبدالحکیم نعمانی ساہیوال، مولانا محمد خبیب مبلغ ٹوبہ، قاضی امتیاز احمد جنرل سیکرٹری ٹوبہ، مولانا اسعد مدنی امیر گوجرہ، مفتی محمد شیراز امیر پیر محل، مفتی معاویہ محبوب امیر تحصیل ٹوبہ، مولانا رفیق انور چشتی، مولانا برق التوحیدی، مولانا شمس الزمان قادری، مولانا معاویہ امجد شاہ مخدوم پھوڑاں اور مولانا محمد احمد لدھیانوی کمالیہ کے علاوہ تمام مسالک و مکاتب فکر کے قائدین علماء کرام زعما ملت سیاسی و تاجر برادری، طلبا، حفاظ و قراٗ اور عوام الناس نے شرکت فرمائی۔ ٹوبہ کی تاریخ کا بہت بڑا جنازہ تھا۔ تمام آنکھیں اشک بار تھیں۔ اللہ تعالیٰ مولانا کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے، ختم نبوت کے صدقہ میں اعلیٰ علیین میں اسلاف کے ہمراہ حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے، آمین ثم آمین۔

☆☆.................☆☆

خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی

سیرتِ پاک کے چند روشن ابواب

قسط:۵

حافظ محمود راجا، سجاول

خلوت وعبادت: بچپن میں اہل مکہ کی بکریاں بھی چرائیں مگر بعد میں آپ کو خلوت پسند آئی چناں چہ کئی کئی راتیں عبادت میں گزر جاتیں، نبوت سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچے خواب دیکھے، خواب میں جو دیکھتے حقیقت میں ہو بہو وہی ہو جاتا۔

آپ ﷺ کا دستور تعلیم: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر پہلو نرالا اور امت کے لئے مینار ہدایت ہے، اگر چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریعی دور، نبوت کے بعد شروع ہوتا ہے، لیکن اس سے پہلے دور بھی چاہے بچپن کا دور ہو یا جوانی کا، امت کے لئے اس میں ہدایت موجود ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دودھ پینے کا زمانہ ہے لیکن اتنی چھوٹی سی عمر میں بھی آپ کو عدل و انصاف پسند ہے، اور آپ دوسروں کا خیال فرماتے ہیں، حضرت حلیمہ سعدیہ ایک طرف کا دودھ پلا کر دوسری طرف پیش فرماتی ہیں لیکن آپ سے قبول نہیں فرماتے، کیونکہ وہ آپ کے دودھ شریک بھائی کا حق ہے، کسب حلال کی یہ اہمیت کہ قریش کی بکریاں چراتے اور اس کی مزدوری سے اپنی ضروریات پوری فرماتے اور جب اور بڑے ہوئے تو تجارت جیسا اہم پیشہ اختیار فرمایا اور التاجر الصادق الامین (امانت دار سچے تاجر) کی صورت میں سامنے آئے معاملہ فہمی اور معاشرے کے اختلافات کو ختم کرنے اور اس میں اتحاد واتفاق پیدا کرنے کی وہ صلاحیت ہے کہ بیت اللہ شریف کی تعمیر کے وقت حجر اسود کو اپنی جگہ رکھنے پر قریش کی مختلف جماعتوں میں اختلاف پیدا ہوا، اور قریب تھا کہ ناحق جنگ وجدل کا بازار گرم ہوتا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فیصلہ فرمایا کہ جس کی سب نے تحسین کی اور آپ کے فیصلے پر سب راضی ہو گئے، صداقت و امانت کے ایسے گرویدہ کہ بچپن سے آپ الصادق و الامین کے لقب سے یاد کئے جانے لگے اور دوست تو دوست، دشمن بھی آپ کی اس وصف کا اقرار کرتے تھے۔

> **آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کے مجمع کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو دین دے کر مجھے بھیجا وہ دین میں نے آپ تک پہنچا دیا**

نبوت: جب سن مبارک چالیس کو پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت سے سرفراز فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں تھے کہ جبرائیل علیہ السلام سورہ اقراء کی ابتدائی آیتیں لے کر نازل ہوئے، وحی آسمانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانے کے لئے جبرائیل امین علیہ السلام کا انتخاب ہوا، جن کو ہمیشہ سے انبیاء کرام علیہم السلام اور اللہ تعالیٰ کے درمیان واسطہ بننے کا شرف حاصل تھا، اور جن کی شرافت، قوت، عظمت بلند منزلت اور امانت کی خود اللہ رب العزت نے گواہی دی ہے۔ ''انہٗ لقول رسول کریم، ذی قوۃ ذوالعرش مکین، مطاع ثم امین'' (سورہ التکویر ۹ تا ۱۲) ''بے شک یہ قرآن ایک معزز فرشتے کا لایا ہوا کلام ہے، جو بڑی قوت والا صاحب عرش کے نزدیک ذی مرتبہ ہے، وہاں اس کی بات مانی جاتی ہے اور امانت دار ہے۔''

دعوت وتبلیغ: ابتداً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوشیدہ طور پر دعوت وتبلیغ کا سلسلہ جاری فرمایا، ابتدائی دعوت میں عورتوں میں حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ، مردوں میں حضرت ابوبکر صدیقؓ، بچوں میں حضرت علیؓ، آزاد شدہ غلاموں میں زید بن حارثؓ اور غلاموں میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ سب سے پہلے ایمان لائے، ان کے بعد بہت

سے آزاد اور غلام اس دولت سے مالا مال ہوئے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلانیہ دعوت تبلیغ کا حکم ہوا، چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام قوم کو صرف اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت کرنے اور بت پرستی چھوڑنے کی دعوت پوری قوت سے شروع فرمائی، بعض نے مانا اور بعض اپنی گمراہی پر قائم رہے۔

حبشہ کی ہجرت: قوم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو طرح طرح سے ستانا شروع کیا، چنانچہ سنہ پانچ نبوی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرامؓ کو حبشہ ہجرت کر جانے کا حکم فرمایا، یہ سب سے پہلی ہجرت تھی، اسی سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے، نبوت کے ساتویں سال قریش نے بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے خلاف ایک معاہدہ پر دستخط کئے کہ جب تک یہ لوگ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے حوالے نہیں کرتے اس وقت تک ان سے ہر قسم کا مقاطعہ کیا جائے، اس کے نتیجے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ شعب ابی طالب میں نظر بند کر دیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرامؓ کو حبشہ کی ہجرت کا حکم فرمایا، یہ دوسری ہجرت کہلاتی ہے۔

سنہ ۱۰ نبوی: میں قریش کے بعض افراد کی کوششوں سے یہ معاہدہ ختم ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آزادی ملی، اسی سال نصاریٰ نجد کا ایک وفد مسلمان ہوا، اسی سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غمگسار زوجہ محترمہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی، قریش کی ایذا رسانی میں اور اضافہ ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اہل طائف کی تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے وہ الٹا درپے آزار ہوئے اور شریر بچوں اور آوارہ لوگوں کو پیچھے لگا دیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر ماریں تالیاں پیٹیں، روایت میں آتا ہے کہ چھ میل تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر مارے گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں نعلین مبارک خون کے جاری ہونے کی وجہ سے رنگین ہوئے۔ اسی سفر کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ پہاڑ کے فرشتہ کو بھیجا، اس فرشتہ نے سلام کیا اور عرض کیا کہ جو ارشاد ہو میں اس کی تعمیل کروں، اگر ارشاد ہو تو دونوں جانب سے پہاڑوں کو ملا دوں جس سے یہ سب درمیان میں کچل جائیں یا اور جو سزا کہ آپ تجویز فرمائیں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحیم کریم ذات نے جواب دیا کہ ”میں اللہ سے اس کی امید رکھتا ہوں اگر یہ مسلمان نہیں ہوتے تو ان کی اولاد میں سے ایسے لوگ پیدا ہوں جو کہ اللہ کی پرستش کریں اور اس کی عبادت کریں۔“ یہ سال عام الحزن (غم کا سال کہلاتا ہے)۔

سنہ ۱۱ نبوت: میں اسی سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی، پنج گانہ نماز فرض ہوئی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے موقع پر عرب کے مختلف قبائل کو دعوت دی، چنانچہ مدینہ کے قبیلہ خزرج کے چھ آدمی مسلمان ہوئے۔

سنہ ۱۲ نبوت: اسی سال اوس اور خزرج کے بارہ افراد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی یہ بیعت عقبیٰ اولیٰ کہلاتی ہے۔

سنہ ۱۳ نبوت: اسی سال مدینہ کے ستر مردوں اور بیس عورتوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی یہ بیعت عقبہ ثانیہ کہلاتی ہے۔

ہجرت مدینہ: مدینہ منورہ میں اسلام کی روشنی گھر گھر پھیل چکی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی ہجرت کا حکم فرمایا، قریش کو پتہ چلا تو انہوں نے ”دارالندوۃ“ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا ناپاک منصوبہ بنایا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی حفاظت کر کے کافروں کا منصوبہ خاک میں ملا دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کا حکم ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے گھیرے سے بہ اطمینان نکلے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پہنچے ان کو ساتھ لے کر غارِ ثور تشریف لے گئے یہاں تین دن رہے، پھر ہجرت فرمائی اور مدینہ کی نواحی بستی قبا پہنچے۔

سنہ ۱ ہجری اسلام کا نیا دور: یہاں سے اسلام کا ایک نیا دور شروع ہوتا ہے، قُبا میں چودہ دن قیام رہا، وہاں ایک مسجد بنائی وہاں سے مدینہ طیبہ منتقل ہوئے حضرت ابوایوب انصاریؓ کے گھر قیام فرمایا، مسجد نبوی کی تعمیر فرمائی اذان شروع ہوئی اور جہاد کا حکم ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت و جہاد کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی جماعتیں بھیجنا شروع فرمائیں۔

سرایا و غزوات: جس جہاد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود شریک ہوئے اسے غزوہ کہتے ہیں اور جس میں آپ خود نہیں گئے، صحابہ کرامؓ کی جماعت کو بھیجا اسے سریہ کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سرایہ کی تعداد سینتالیس ہے اور غزوات کی تعداد ستائیس ہے، اسی سال آپ نے تین سریئے روانہ فرمائے، لیکن مقابلہ نہیں ہوا۔

سنہ ۲ ہجری: اسی سال غزوہ ودان، غزوہ

بواط، غزوہ مشیرہ اور غزوہ بدر صغریٰ ہوئے، تحویل قبلہ کا حکم ہوا، فرض روزہ، رمضان المبارک اور فطرہ واجب ہوئے، اور زکوٰۃ فرض ہوئی، اسی سال رمضان میں مشہور غزوہ بدر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ۳۱۳ جان نثار صحابہؓ کی جماعت تھی اور قریش ایک ہزار۔ الحمدللہ! شکست قریش کا مقدر ہوئی اور مسلمان اللہ کی مدد ونصرت سے کامیاب اور کامران ہوئے، کفار کے کئی سردار مارے گئے اور ستر قید ہوئے، چودہ مسلمان شہید ہوئے، اسی سال غزوہ قرقرۃ الکدر، غزوہ بنی قیقاع اور غزوہ السویق ہوئے، تینوں میں جنگ ہوئی، اسی سال سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر رخصتی ہوئی۔

سنہ ۳ ہجری: اسی سال غزوہ غطفان اور غزوہ بحران ہوئے، مقابلہ نہیں ہوا پھر مشہور جنگ اُحد ہوئی، کفار مکہ عرب کے قبائل کو اکٹھا کر کے بدر کے مقتولوں کا بدلہ لینے جبل اُحد کے پاس جمع ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہزار کی جمیعت کے ساتھ مدینہ سے باہر نکلے۔ ۳۰۰ منافق راستہ ہی میں پلٹ گئے، دامنِ اُحد میں دونوں فوجوں میں لڑائی ہوئی، کفار کو شکست ہوئی، ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے شہادت حاصل کی، آپ کا چہرۂ انور زخمی ہوا، سامنے کے دندان مبارک شہید ہوئے، اسی سال شراب کی حرمت نازل ہوئی۔

سنہ ۴ ہجری: اسی سال غزوہ بنی نضیر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کے ساتھ بنی نضیر کا محاصرہ کیا، اور انہیں جلاوطن کیا، پھر غزوہ ذات الرقاع ہوا، مقابلہ کی نوبت نہیں آئی، اسی سفر میں نماز خوف اور تیمّم کا حکم نازل ہوا پھر غزوہ احد صغریٰ ہوا، گزشتہ سال جنگ اُحد سے واپسی پر کفار کہہ گئے تھے کہ آئندہ سال پھر اسی مقام پر یہ جنگ ہوگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم حسب وعدہ اُحد کی طرف نکلے لیکن کفار مقابلہ کے لئے نہیں آئے۔

سنہ ۵ ہجری: اسی سال غزوہ دومۃ الجندل ہوا، دشمن اپنے مویشی چھوڑ کر بھاگ گئے، پھر غزوہ بنی مصطلق ہوا، مقابلہ میں اسی قبیلہ کے دس آدمی مارے گئے، باقی قید ہوئے انہی قیدیوں میں ان کے سردار حارث کی لڑکی جویریہ تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد کر کے ان سے نکاح کیا، یہ نکاح تمام قیدیوں کے آزاد کرنے اور ان کے مذہب اسلام میں داخل ہونے کا سبب بنا، پھر غزوۂ احزاب پیش آیا، کفار مکہ نے تمام قبائل عرب اور یہود کو ساتھ لے کر دس ہزار کی تعداد میں مدینہ کا محاصرہ کیا، مسلمانوں نے اپنی حفاظت کے لئے ایک لمبی خندق کھودی، کفار کا محاصرہ پندرہ یوم جاری رہا، اللہ تعالیٰ نے تند ہوا اور فرشتوں کا لشکر بھیجا اور دشمن ناکام لوٹا، پھر غزوہ بنی قریظہ ہوا، اور یہودی بنی قریظہ کو عہد شکنی کی سزا میں قتل کیا گیا، اسی سال حج فرض ہوا، اور پردہ کی آیات نازل ہوئیں۔

سنہ ۶ ہجری: اسی سال غزوہ بنی لحیان، غزوہ الغابہ اور صلح حدیبیہ ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ عمرہ کی نیت سے غیر مسلح مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہوئے قریش نے مقام حدیبیہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ کو روک دیا، آخر کار چند شرطوں پر صلح ہوئی ان میں سے ایک تھی کہ دونوں فریق دس سال تک آپس میں ایک دوسرے سے جنگ نہیں کریں گے اس موقع پر ایک درخت کے نیچے بیعت رضوان ہوئی، اسی سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف بادشاہوں کے نام دعوتی خطوط بھیجے ان میں سے بعض مسلمان ہوئے۔

سنہ ۷ ہجری: اس سال حدیبیہ سے واپسی پر خیبر فتح ہوا، مہاجرین حبشہ کی واپسی ہوئی، فدک مصالحانہ فتح ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کے ساتھ عمرۃ القضاء کے لئے مکہ تشریف لے گئے، وہاں تین یوم قیام کے بعد واپسی ہوئی۔

سنہ ۸ ہجری: اسی سال جنگ موتہ ہوئی، جس میں مسلمانوں کے تین سپہ سالار زید بن حارثؓ، جعفر بن ابی طالبؓ، عبداللہ بن رواحہؓ یکے بعد دیگرے شہید ہوئے، پھر خالد بن ولیدؓ کو امیر لشکر بنایا گیا، دشمن کو شکست ہوئی اور کافی مال غنیمت ہاتھ آیا، اسی سال مکہ مکرمہ کی فتح کا عظیم واقعہ ہوا، کفار مکہ نے جنگ بندی کا معاہدہ توڑ ڈالا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار جاں نثار صحابہ کرامؓ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں فاتحانہ انداز میں داخل ہوئے، لیکن عاجزی اور انکساری کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا، قریش نے ہتھیار ڈال دیئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امن کا عام اعلان فرمایا، کعبۃ اللہ کے گردوپیش سے بتوں کی نجاست کو صاف کیا، اردگرد کے قبائل میں بت شکنی کے وفد بھیجے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے حسن اخلاق، عاجزی وانکساری کے نتیجہ میں ان میں سے اکثر مسلمان ہوئے اور دل و جان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے لگے۔

غزوۂ حنین: فتح مکہ کے بعد غزوہ حنین ہوا،

قبیلہ ثقیف اور ہوازن کے لوگ مقابلہ کی تیاری کررہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تو آپ بارہ ہزار کا لشکر جرار ان کے مقابلے میں لے کر نکلے۔ بعض مسلمانوں کو خیال ہوا کہ اتنا بڑا لشکر کیسے مغلوب ہوسکتا ہے (جب اللہ کی ذات پر سے نظر ہٹ کر اکثریت پر پڑی تو اللہ کی مدد و نصرت ہٹ گئی) نتیجہ یہ نکلا کہ دشمن نے تیروں کی بارش شروع کی، تو مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند جاں نثاروں کے ساتھ جمے رہے، پھر مسلمانوں نے پلٹ کر حملہ کیا، اللہ کی مدد اور نصرت سے کفار کو شکست ہوئی، کچھ مارے گئے، کچھ بھاگ گئے، ان کی عورتیں بچے قیدی بنے، تمام مال مویشی پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا، جو بھاگ نکلے تھے وہ طائف جاکر قلعہ بند ہوگئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انیس دن تک طائف کا محاصرہ کیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ واپس ہوئے جنگ حنین کے قیدی یہیں پر تھے، اتنے میں قبیلہ ہوازن مسلمان ہوکر خدمت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قیدی واپس کردیئے، جعرانہ سے عمرہ کا احرام باندھا، اور راتوں رات عمرہ ادا کرکے مدینہ طیبہ روانہ ہوگئے۔

سنہ ۹ ہجری: اسی سال غزوہ تبوک ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رومیوں کی تیاری کی اطلاع ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیس ہزار کا لشکر لے کر روم کی سرحد مقام تبوک پہنچ گئے، لیکن رومی مقابلے کے لئے نہیں آئے، آئیلہ کے سردار اور دیگر قبائل نے جزیہ پر صلح کرلی، اسی سال حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امیر حج بناکر بھیجا، یوم النحر جس میں اعلان کیا گیا کہ آئندہ کوئی مشرک حج کرنے نہیں آئے گا، نہ برہنہ طواف کرے گا۔ اسی سال مختلف علاقوں کے وفود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہونے لگے۔

سنہ ۱۰ ہجری: اسی سال حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی امارت میں ایک دستہ بنی مزحج کے مقابلے میں بھیجا، ان کے بیس آدمی مارے گئے، باقی مسلمان ہوگئے، اسی سال حضرت معاذ بن جبلؓ اور ابوموسیٰؓ اشعری کو تعلیم و تبلیغ کے لئے یمن بھیجا، اسی سال کا اہم ترین واقعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری حج ہے، جسے حجۃ الوداع، حجۃ البلاغ اور حجۃ الکمال اور حجۃ الاسلام بھی کہا جاتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے بنیادی اصولوں کی تعلیم فرمائی۔

سنہ ۱۱ ہجری، آپ ﷺ کا وصال: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رومیوں کے مقابلہ میں اسامہؓ کا لشکر تیار فرمایا، مگر لشکر کی روانگی سے قبل ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت مبارک ناساز ہوگئی، اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض وفات تھا، اسی دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کے گھر رہے، نماز کی امامت کے لئے اپنی جگہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو مقرر فرمایا، بعض روایات کے مطابق حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اٹھارہ نمازوں کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے امامت کی، دوشنبہ بارہ ربیع الاول کو ۶۳ برس کی عمر مبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا، جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی امانت اللہ تعالیٰ کے بندوں تک پہنچا چکے تھے، جیسا کہ آخری خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کے مجمع کو مخاطب ہوکر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو دین دے کر مجھے بھیجا وہ دین میں نے آپ تک پہنچا دیا، تمام صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے بیک زبان تصدیق کی اور کہا کہ نہ صرف دین پہنچا دیا بلکہ دین کے پہنچانے کا جو حق تھا، وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا فرمادیا، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی انگلی اٹھائی اور کہا کہ یا اللہ! تو گواہ رہنا، یا اللہ تو گواہ رہنا، یا اللہ تو گواہ رہنا، میں نے تیرا دین تیرے بندوں تک پہنچادیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اجمعین رضی اللہ عنہم اجمعین کو مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ جو موجود ہیں وہ غائبین تک اس دین کے پیغام کو پہنچائیں، کیونکہ اب میرے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا، اس لئے نبیوں والی محنت میری امت کے ذمہ ہے، اکثر صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اسی دین کے پیغام کو لے کر جہاں تک پہنچ سکے وہاں تک گئے، پوری دنیا میں صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی قبریں اس بات کی گواہی دے رہی ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اپنے پیارے نبی خاتم الانبیاء محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو لے کر دنیا کے کونے کونے تک پہنچے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت و ہدایت کا کام مکمل ہوچکا تھا، چہارشنبہ کی رات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا گیا، تین کپڑوں میں کفن دیا گیا، اور مسلمانوں نے غم زدہ دلوں کے ساتھ فرداً فرداً نماز جنازہ پڑھی، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہی حجرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری آرام گاہ بنی۔ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وازواجہ واتباعہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا۔

(جاری ہے)

اللہ تعالیٰ وانبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں

مرزا قادیانی کی ہرزہ سرائی

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مرزا قادیانی انتہائی بدزبان اور گستاخ تھا، اس کی زبان و قلم سے اللہ پاک پروردگار عالم، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت مریم سلام اللہ علیہا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سمیت کوئی نہ بچ سکا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سے متعلق اس کے چند توہین آمیز حوالہ جات پیش خدمت ہیں:

اللہ تعالیٰ کی توہین:

ا:... ''قیوم العالمین ایک ایسا وجود ہے جس کے بے شمار ہاتھ، بے شمار پیر اور ہر عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لاانتہا عرض اور طول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں جو صفحۂ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں۔''

(توضیح مرام، ص:۴۲، خزائن:۳، ص:۹۰)

۲:... ''کیا کوئی عقلمند اس بات کو قبول کرسکتا ہے کہ اس زمانے میں خدا سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں پھر اس کے بعد یہ سوال پیدا ہوا کہ کیوں نہیں بولتا، کیا اس کی زبان پر کوئی مرض لاحق ہوگئی ہے۔'' (العیاذ باللہ)۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ، حصہ پنجم، ص:۱۴۴، خزائن:۲۱، ص:۳۱۲)

۳:... اللہ خطا کرتا ہے:

''مرزا قادیانی نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے:''انی مع الافواج الیک بغتةً انی مع الرسول اجیب اخطی وامیب. ''میں فوجوں کے ساتھ ناگہانی طور پر آؤں گا، میں رسول کے ساتھ ہوکر جواب دوں گا، میں غلطی بھی کرتا ہوں اور ٹھیک بھی کرتا ہوں۔

(حقیقۃ الوحی، ص:۱۰۳، خزائن:۲۲، ص:۶۱۴)

۴:... اللہ تعالیٰ کی اولاد: (العیاذ باللہ)

مرزا قادیانی کہتا ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''انت منی بمنزلة اولادی ''اے مرزا تو میرے نزدیک میری اولاد کی طرح ہے۔

(تذکرہ مجموعہ کشوف الہام طبع چہارم، ص:۳۴۵)

(۲) اِسْمِع یاولدی ...اے میرے بیٹے سُن۔ (تذکرہ ج:۱، ص:۱۴۹ از منظور الٰہی قادیانی)

۵:... خدا کا باپ ہونا: (استغفر اللہ)

''ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں، جس کے ساتھ حق کا ظہور ہوگا۔ گویا آسمان سے خدا اترے گا۔''(انا نبشرک بغلامٍ مظهر الحق والعلا كان الله نزل من السماء)

(حقیقۃ الوحی، ص:۹۵، ۹۶، خزائن:۲۲، ص:۹۸، ۹۹)

۶:... خدا ہونے کا دعویٰ:

''ر ءتنی فی المنام عين الله وتيقنت انني هو ''... میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں، پھر میں نے یقین کرلیا کہ میں وہی ہوں...۔

(آئینہ کمالات اسلام، ص:۵۶۴، خزائن:۵، ص:۵۶۴)

(۲)''میں نے اپنے کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔''

(کتاب البریہ، ص:۸۵، خزائن:۱۳، ص:۱۰۵)

کن فیکون:

مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر وحی کی:''انما امرک اذا اردت شیئاً ان تقول له كن فيكون ''... تو جس بات کا ارادہ کرتا ہے، وہ تیرے حکم سے فی الفور ہوجاتی ہے۔

(حقیقۃ الوحی، ص:۱۰۸، خزائن:۲۲، :۱۰۸)

فنا اور زندہ کرنے کی صفت:

''اعطیت صفتہ الافناء والاحياء. ''... مجھ کو فنا کرنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی...۔

(خطبۂ الہامیہ، ص:۵۶/۵۵، خزائن:۱۶، ایضاً)

خدا سے نہانی تعلق:

''درحقیقت میرے اور میرے خدا کے درمیان ایسے خفیہ اور باریک راز ہیں، جن کو دنیا نہیں جانتی، مجھے خدا سے ایک تعلق ہے جو قابل بیان نہیں۔''

(براہین احمدیہ، حصہ پنجم، ص:۶۳، خزائن:۲۱، ص:۸۱)

حاملہ اور وضع حمل:

''مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی ماہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم

کے ص:۵۵۶ میں درج ہے، مجھے مریم سے عیسیٰ بنالیا گیا، بس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔''

(کشتی نوح ص:۴۷، خزائن:۱۹،ص:۵۰)

دردِزہ:

''خدا نے مجھے پہلے مریم کا خطاب دیا پھر نفخ روح کا الہام کیا پھر اس کے بعد یہ الہام ہوا تھا: ''فاجاء المخاض الی جزع النخلة قالت لیتنی متّ قبل هذا و کنت نسیاً منسیاً۔'' ... یعنی پھر مریم کو مراد اس عاجز سے ہے۔ دردِزہ کھجور کی طرف لے آئی...۔

(کشتی نوح ص:۴۸، خزائن:۱۹،ص:۱۵)

رحمت عالم ﷺ کی توہین:

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ کی تمام کائنات سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ آپ کا حسن و جمال، فضل و کمال، عفت و عصمت کی گواہی اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات دے رہی ہیں۔ آپ جیسا نہ کوئی ہوا ہے اور نہ کوئی ہوگا، لیکن کذاب قادیان ایسا ملعون ہے کہ اس کے زبان وقلم سے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہ بچ سکے۔ اس ملعون نے نہ صرف محمد رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کیا بلکہ سرور دو عالم سے بڑھ کر ہونے کا دعویٰ کیا۔ ذیل میں چند ایک حوالہ جات پیش خدمت ہیں:

۱:... ''محمد رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم'' اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔

(ایک غلطی کا ازالہ ص:۴، خزائن:۱۸،ص:۲۰۸)

۲:... ''چونکہ میں ظلّی طور پر محمد ہوں، پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی کیونکہ محمد کی نبوت محمد تک محدود رہی۔ یعنی بہرحال محمد ہی نبی رہے نہ کوئی اور، یعنی جبکہ میں بروزی طور پر محمد ہوں۔ پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی، کیونکہ محمد کی نبوت محمد تک محدود رہی۔ یعنی بہرحال محمد ہی نبی رہے نہ اور کوئی۔ یعنی جب بروزی طور پر میں آنحضرت ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینۂ ظلیت میں منعکس ہیں، پھر کون سا الگ انسان ہوا، جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص:۸، خزائن:۱۸،ص:۲۱۳)

آنحضرت ﷺ کا بروز:

۱:... ''خدا تعالیٰ نے آج سے چھبیس برس پہلے میرا نام براہین احمدیہ میں محمد اور احمد رکھا ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز مجھے قرار دیا ہے۔'' (تتمہ حقیقة الوحی ص:۶۷، خزائن:۲۲،ص:۵۰۲)

۲:... ''مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اسی بنا پر خدا تعالیٰ نے میرا نام بار بار نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا، مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان میں نہیں ہے، بلکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا۔ پس نبوت و رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی، محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص:۱۲، خزائن:۱۰،ص:۲۱۶)

خاتم النبیین ﷺ ہونے کا دعویٰ:

''میں بموجب آیت: ''وآخرین منهم لما یلحقوا بهم'' بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں۔ خدا نے آج سے بیس برس پہلے میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود قرار دیا ہے۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص:۱۰، خزائن:۱۸،ص:۲۱۲)

قادیانی کلمہ سے مراد:

''ہم کو نئے کلمے کی ضرورت پیش نہیں آتی، جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے: ''صار وجودی وجوده من فرّق بینی وبین المصطفیٰ فما عرفنی ومارایٰ''... مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے، جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے، اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔

(کلمة الفصل ص:۱۵۸، مصنفہ مرزا بشیر احمد پسر مرزا قادیانی)

حضور ﷺ سے افضلیت کا دعویٰ:

اس (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا ''له خسف القمر المنیر وان لی .... غسا القمران المشرقان اتنکر''

(اعجاز احمدی ص:۷۱، خزائن:۱۹،ص:۱۸۳)

قادیانی درود:

''اللّٰهم صل علی محمد وعلیٰ عبدک المسیح الموعود''....

(روزنامہ الفضل قادیان، ۳۱؍جولائی ۱۹۳۷ء)

نبی کریم ﷺ کے معجزات:

''مثلاً کوئی شریر النفس ان تین ہزار معجزات کا ذکر کبھی نہ کرے، جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے۔''

(تحفہ گولڑویہ ص:۶۷، خزائن:۱۷،ص:۱۵۳)

مرزا قادیانی کے معجزات دس لاکھ:

''ان چند سطروں میں جو پیشگوئیاں ہیں وہ اس قدر نشانوں پر مشتمل ہیں جو دس لاکھ سے زیادہ ہوں گے اور نشان بھی ایسے کھلے کھلے ہیں جو اول درجہ پر خارق عادت ہیں۔''

(براہین احمدیہ، حصہ پنجم ص:۷۲، خزائن:۲۱،ص:۷۲)

اگر کوئی قادیانی کہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے لئے ''نشانوں'' کا لفظ استعمال کیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا تذکرہ ہے تو اس کا جواب مرزا قادیانی کی زبانی پڑھیے:

''امتیازی نشان جس سے وہ شناخت کیا جاتا ہے، پس یقیناً سمجھو کہ سچا مذہب اور حقیقی راست باز ضرور اپنے ساتھ امتیازی نشان رکھتا ہے۔ اسی کا نام دوسرے لفظوں میں معجزہ اور کرامت اور خارق عادت امر ہے۔''

(براہین حصہ پنجم،ص:۶۳،خزائن:۲۱،ص:۶۳ ایضاً)

محمد رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر:

''یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کرسکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ سے بڑھ سکتا ہے'': مرزا بشیر الدین محمود ہیڈ آف دی جماعت قادیان وربوہ

(الفضل قادیان نمبر۵، ج:۱۰، ۱۷؍جولائی ۱۹۲۲ء)

سور کی چربی استعمال کرنا:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھالیا کرتے تھے، حالانکہ مشہور یہ تھا کہ اس میں سور کی چربی ملتی ہے۔'' (العیاذ باللہ) (مرزا قادیانی کا مکتوب الفضل قادیان، ۲۲؍فروری ۱۹۲۴ء)

ہر نبی کی مرزا قادیانی کو دیکھنے کی خواہش:

اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص یعنی مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا، جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے خواہش کی تھی۔

(اربعین نمبر۴،ص:۱۰۰،خزائن:۱۷،ص:۴۴۲)

تبصرہ:

بہت سے پیغمبروں جمع کثرت ہے جو کم از کم دس پر استعمال ہوئی ہے، قادیانی تین کا ہی نام بتلادیں۔

مرزا قادیانی احمد مجتبیٰ:

منم مسیح زمان منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

(تریاق القلوب،ص:۶،خزائن:۱۵،ص:۱۳۴)

روضۂ اطہر کی توہین:

''حضرت مسیح اب دو ہزار سال سے زندہ موجود ہیں، اور خدا تعالیٰ نے آنحضرت کے چھپانے کے لئے ایسی ذلیل جگہ تجویز کی جو نہایت متعفن تنگ وتاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ ہے، مگر حضرت مسیح کو آسمان پر بہشت کی جگہ اور فرشتوں کی ہمسائیگی کا مکان ہے، بلا لیا اب بتاؤ محبت کس سے زیادہ کی، عزت کس کی زیادہ کی، قرب کا مقام کس کو دیا اور پھر دوبارہ آنے کا شرف کس کو بخشا۔''

(تحفہ گولڑویہ حاشیہ،ص:۷۰،خزائن:۱۷،ص:۲۰۵)

دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین:

اللہ پاک نے کائنات انسانی کی رشد و ہدایت کے لئے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ السلام دنیا میں مبعوث فرمائے، وہ تمام کے تمام اللہ تعالیٰ کے فرستادہ، نمائندہ اور گناہوں سے پاک تھے، کسی بھی نبی کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی اتنا بڑا کفر وارتداد ہے کہ جس کی سزا سزائے موت ہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی ہے: ''**من سبّ نبیاً من الانبیاء، فقد قتل ومن سبّ اصحابی فقد جُلد** ''یعنی جو آدمی اللہ تعالیٰ کے نبیوں میں سے کسی بھی نبی کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی کرے، اسے قتل کردیا جائے اور جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی شان میں دریدہ دہنی کرے، اسے درّے لگائے جائیں۔ جب ہم تاریخ اسلامی کا مطالعہ کرتے ہیں تو بہت سے لوگ گستاخیٔ رسالت کا نہ صرف ارتکاب کرتے ہوئے نظر آتے ہیں بلکہ بہت منہ پھٹ ہیں۔ ان گستاخان رسول میں مرزا غلام احمد قادیانی سرفہرست نظر آتا ہے۔ چنانچہ ذیل میں دل پر ہاتھ رکھ کر لرزتے قلم کے ساتھ چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں، اسے خود تسلیم ہے کہ نبی کی تحقیر غضب کا موجب ہے، چنانچہ لکھتا ہے:

''اسلام میں کسی بھی نبی کی تحقیر موجب کفر ہے اور سب پر ایمان لانا فرض ہے۔ کسی بھی نبی کی اشارہ سے تحقیر سخت معصیت اور موجب نزول غضب الٰہی۔''

(چشمۂ معرفت،ص:۳۹۰،خزائن:۲۳،ص:۳۹۰)

اِدھر یہ کہتا ہے اور اُدھر انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین وتحقیر کرتے ہوئے نظر آتا ہے:

۱:... تمام انبیاء کرام سے اجتہاد میں غلطی:

''میں اس بات کا خود قائل ہوں کہ دنیا میں ایسا کوئی نبی نہیں آیا، جس نے کبھی اجتہادی غلطی نہ کی ہو۔'' (العیاذ باللہ)

(تتمہ حقیقۃ الوحی،ص:۱۳۵،خزائن:۲۲،ص:۵۷۳)

۲:... رسولوں کی وحی میں شیطانی کلمہ:

''دراصل وہ شیطانی کلمہ ہوتا ہے اور یہ دخل کبھی انبیاء اور رسولوں کی وحی میں بھی ہوجاتا ہے۔'' (ازالہ اوہام،ص:۶۲۹،خزائن:۳،ص:۴۳۹)

۳:... چار سو نبیوں کی پیشگوئی جھوٹی نکلی:

''ایک بادشاہ کے وقت چار سو نبیوں نے اس کی فتح کے بارہ میں پیشگوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے۔''

(ازالہ اوہام، حصہ دوم،ص:۶۲۹،خزائن:۳،ص:۴۳۹)

(جاری ہے)

ظہورِ مہدی علیہ الرضوان.... احادیث کی روشنی میں

تالیف: شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی قدس سرہ
مقدمہ: حضرت مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی دارالعلوم دیوبند

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین و خاتم النبیین وعلی آلہ وأصحابہ أجمعین، أما بعد!

قیامت ایک امر غیبی ہے، جس کا حقیقی علم بجز خدائے عالم الغیب کے کسی کو نہیں ہے۔ قرآن مجید ناطق ہے ''إِنَّ اللّٰہَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ'' اللہ تعالیٰ ہی کو قیامت کا علم ہے۔

ایک دوسرے موقع پر ارشادِ الٰہی ہے:

''یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَةِ أَیَّانَ مُرْسٰهَا فِیْمَ أَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا إِلٰی رَبِّکَ مُنْتَهٰهَا.'' (النازعات:۴۲،۴۳،۴۴)

''آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں، وہ کب آئے گی؟ آپ کو اس کے ذکر سے کیا کام؟ اس کے علم کا منتہیٰ تو آپ کے رب کے پاس ہے۔''

رسولِ خدا ﷺ کی حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ قیامت کے وقوع کا علم اللہ کے رسول ﷺ کو بھی نہیں تھا۔ حدیث جبرائیل میں ہے:''فأخبرني عن الساعة؟ قال: ما المسئول عنها بأعلم من السائل.''

(مشکوۃ ص:۱۱، ج:۱)

''(حضرت جبرئیل علیہ السلام نے چوتھا سوال کیا:) اچھا! مجھے قیامت کے وقتِ وقوع کی خبر دیجیے۔ (آنحضرت ﷺ نے اس کے جواب میں اپنی لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے) فرمایا: اس کے بارے میں مسئول (پوچھا جانے والا) سائل (پوچھنے والے) سے زیادہ نہیں جانتا۔''

مطلب یہ کہ قیامت کے وقتِ وقوع کے نہ جاننے میں ہم دونوں برابر ہیں۔

البتہ اس کی کچھ علامتیں ہیں جنہیں بطور پیشن گوئی کے آنحضرت ﷺ نے بیان فرمایا ہے۔ ان میں بعض صغریٰ علامتیں یعنی چھوٹی علامتیں کہلاتی ہیں، جو معمول وعادات کے مطابق ظہور پذیر ہوتی رہیں گی۔ ان کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے، مثلاً حدیث جبرائیل ہی میں پانچویں سوال کے جواب میں آنحضرت ﷺ نے قیامت کی جن علامتوں کا ذکر کیا ہے، وہ علامتِ صغریٰ ہی کے قبیل سے ہیں۔ حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں:

''قال: فأخبرني من أماراتها'' اس کی کچھ علامتیں بتایئے:''قال: أن تلد الأمة ربتها، وأن ترى الحفاة العراة العالة رعاء الشاء يتطاولون في البنيان''.....

''لونڈیاں اپنی مالکہ کو جننے لگیں'' یعنی لڑکیاں اپنی ماؤں پر حکم چلانے لگیں اور ننگے پیر، ننگے بدن، تنگدست بکریوں کے چرواہوں کو تو دیکھے کہ عالی شان مکانات پر شیخی بگھار رہے ہیں، تو سمجھ لو کہ اب قیامت کا زمانہ قریب آ گیا ہے۔''

اسی طرح رسولِ پاک ﷺ کے درج ذیل فرمان میں جن علامتوں کا ذکر ہے، ان کا تعلق بھی علامتِ صغریٰ سے ہے:

''عن قتادة عن أنس قال: لأحدثنكم حديثًا لا يحدثكم أحد بعدي، سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: '' إن من أشراط الساعة: أن يقل العلم، ويظهر الجهل، ويظهر الزناء، وتكثر النساء، ويقل الرجال، حتى يكون لخمسين امرأة القيم الواحد.''

(بخاری، کتاب العلم، ص:۱۸، ج:۱)

''حضرت قتادہؒ، حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ: میں تم سے ایک ایسی حدیث بیان کرتا ہوں جو میرے بعد تم سے کوئی نہیں بیان کرے گا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ: علاماتِ قیامت میں سے یہ ہے کہ علم کم ہو جائے گا، جہل بھی پھیل جائے گا، زنا بکثرت ہوگا، عورتوں کی تعداد بڑھ جائے گی اور مرد کم ہو جائیں گے، حتیٰ کہ پچاس عورتوں کا نگران صرف ایک مرد ہوگا۔''

''وفي رواية عن أنس بن مالك، قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: '' إن من أشراط الساعة: أن يرفع العلم ويثبت الجهل، ويشرب الخمر،

ویظھر الزنا۔‘‘ (بخاری، کتاب العلم، ص:۱۸، ج:۱)

ان مذکورہ علامتوں کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کے ظہور کے بعد قیامت بالکل قریب آ جائے گی، بلکہ یہ مطلب ہے کہ قیامت سے پہلے ان کا وجود میں آنا ضروری ہے، اسی لیے بہت سے واقعات و حوادث کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت اس وقت تک برپا نہیں ہوگی جب تک یہ واقعات ظہور پذیر نہ ہو جائیں۔ خود رحمت عالم ﷺ کی بعثت بھی علاماتِ قیامت میں شمار کی جاتی ہے، حالانکہ آپ ﷺ کی بعثت کو چودہ سو سال ہو چکے ہیں، اور خدا جانے ابھی کتنی مدت کے بعد قیامت قائم ہوگی۔

ان کے علاوہ بعض علامتیں وہ ہیں جنہیں علامتِ کبریٰ کہا جاتا ہے۔ یہ علامتیں بالعموم قیامت کے قریب تر زمانہ میں پے بہ پے ظاہر ہوں گی اور عادت و معمول کے خلاف ہوں گی۔ ان علامتوں کا ذکر بھی بہت سی حدیثوں میں متفرق طور پر موجود ہے۔ اور حضرت حذیفہ بن اَسِید الغفاریؓ کی ایک روایت میں اکٹھی دس علامتوں کا بیان ہے۔ حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں:

’’اطلع النبي صلی اللّٰہ علیه وسلم علینا ونحن نتذاکر، فقال: ما تذاکرون؟ قالوا: نذکر الساعة، قال: ’’ إنها لن تقوم حتی تروا قبلها عشر آیات – فذکر – الدخان، والدجال، والدابة، وطلوع الشمس من مغربها، ونزول عیسی ابن مریم، ویأجوج ومأجوج، وثلاثة خسوف: خسف بالمشرق، وخسف بالمغرب، وخسف بجزیرة العرب، وآخر ذلک نار تخرج من الیمن، تطرد الناس إلی محشرهم۔‘‘

(مسلم، باب الفتن واشراط الساعة، ص:۳۹۳، ج:۲)

’’حضرت حذیفہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بالا خانہ سے ہماری طرف نمودار ہوئے اور ہم آپس میں باتیں کر رہے تھے، آنحضرت ﷺ نے دریافت کیا، تم لوگ کس چیز کا تذکرہ کر رہے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا: قیامت کا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت برپا نہیں ہوگی تاوقتیکہ تم اس سے پہلے دس علامتیں نہ دیکھ لو، پھر آپ ﷺ نے ان دسوں کو بیان کیا، جو یہ ہیں: ۱:- دھواں، ۲:- دجال، ۳:- دابۃ الارض، ۴:- پچھم (مغرب) سے سورج کا نکلنا، ۵:- حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا آسمان سے اُترنا، ۶:- یاجوج ماجوج کا نکلنا، ۷، ۸، ۹:- زمین میں تین مقامات میں لوگوں کا دھنس جانا، ایک مشرق میں، دوسرے مغرب میں اور تیسرے عرب میں، ۱۰:- اور ان سب کے آخر میں آگ یمن سے نکلے گی جو لوگوں کو گھیر کر اُن کو محشر میں پہنچا دے گی۔‘‘

قیامت کی علامتِ کبریٰ ہی میں سے مہدی آخر الزمانؒ کا ظہور اُن کی خلافت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ان کی اقتداء میں ایک نماز یعنی فجر کا پڑھنا وغیرہ بھی ہے۔ اوپر بحوالہٗ حدیث جن دس نشانیوں کا ذکر ہے، ان سے پہلے حضرت امام مہدیؒ کا ظہور ہوگا، چنانچہ امام السفارینیؒ لکھتے ہیں: ’’أی من العلامات العظمٰی وھي أولھا أن یظھر الإمام المقتدٰی الخاتم للأئمة...... محمد المھدي۔‘‘

(لوائح الأنوار البھیة، ج:۲، ص:۶۷)

’’قیامت کی بڑی یعنی قریب تر اور اولین نشانیوں میں خاتم الائمہ محمد مہدیؒ کا ظہور ہے۔‘‘

بخاری میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عوف بن مالکؓ کو غزوۂ تبوک کے موقع پر قیامت کی چھ نشانیاں بتائیں، جن میں بنی الاصفر یعنی عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان صلح ہو جانے کا بھی تذکرہ فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ: عیسائی بدعہدی کر کے تمہارے مقابلے میں آئیں گے۔ اس وقت ان کے اسی ۸۰ جھنڈے ہوں گے اور ہر جھنڈے کے تحت بارہ ہزار سپاہی ہوں گے، یعنی ان کی مجموعی تعداد نو لاکھ ساٹھ ہزار ہوگی۔

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مسلمان ہر طرف سے گھر جائیں گے اور ان کی حکومت صرف مدینہ منورہ سے خیبر تک رہ جائے گی تو مسلمان مایوس ہو کر امام مہدیؒ کی تلاش شروع کر دیں گے، وہ اس وقت مدینہ منورہ میں ہوں گے اور امامت کے بارِ گراں سے بچنے کی غرض سے مکہ مکرمہ چلے جائیں گے، مکہ کے لوگ انہیں پہچان لیں گے اور انکار کے باوجود ان سے بیعتِ خلافت کر لیں گے۔ خلافت کی خبر جب مشہور ہوگی تو ملکِ شام سے ایک لشکر آپ کے مقابلہ کے لیے نکلے گا، مگر اپنی منزل تک پہنچنے سے پہلے ہی مقام بیداء میں (جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے) زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ اس واقعہ کی اطلاع پا کر شام کے ابدال اور عراق کے متقی لوگ حضرت مہدیؒ کی خدمت میں پہنچ جائیں گے۔ اس کے بعد آپ سے جنگ کے لیے ایک قریشی النسل بنو کلب پر مشتمل ایک لشکر بھیجے گا جس سے حضرت مہدیؒ کی فوج جنگ کرے گی اور فتح یاب ہوگی۔

احادیث میں امام مہدیؒ کا نام، ولدیت، حلیہ وغیرہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ نیز اُن کے زمانۂ

خلافت میں عدل وانصاف کی ہمہ گیری اور مال ودولت کی فراوانی کا تذکرہ بھی ہے۔غرض یہ کہ امام مہدیؒ کے متعلق اس کثرت سے احادیث مروی ہیں کہ اصولِ محدثین کے اعتبار سے وہ حدِ تواتر کو پہنچ گئی ہیں، چنانچہ امام ابوالحسین محمد بن الحسین الآبری السنجر ی الحافظ المتوفی ۳۲۳ھ اپنی کتاب مناقب الشافعی میں لکھتے ہیں:

''وقد تواترت الأخبار واستفاضت بكثرة رواتها عن المصطفى صلى الله عليه وسلم في المهدي وأنه من أهل بيته وأنه يملک سبع سنين ويملأ الأرض عدلًا وأن عيسٰى عليه الصلاة والسلام يخرج فيساعدهٗ على قتل الدجال وأنه يؤم هذه الأمة وعيسٰى خلفهٗ في طول من قصته وأمره۔'' (تہذیب التہذیب،ص:۱۲۶، ج:۹،فی ضمن ترجمۃ محمد بن خالد الجندی المؤذن)

''امام مہدیؒ سے متعلق مروی روایتیں اپنے راویوں کی کثرت کی بنا پر تواتر اور شہرتِ عام کے درجہ میں پہنچ گئی ہیں کہ وہ بیتِ رسولؐ سے ہوں گے۔ سات سال تک دنیا میں حکومت کریں گے۔ اپنے عدل وانصاف سے دنیا کو معمور کردیں گے اور عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوکر قتلِ دجال میں ان کی مساعدت اور نصرت کریں گے اور اس امت میں مہدیؒ ہی کی امامت میں عیسیٰ علیہ السلام (ایک) نماز ادا کریں گے، وغیرہ،طویل واقعات ان کے سلسلے میں احادیث میں بیان ہوئے ہیں۔''

حافظ آبری کے اس قول کو حافظ ابن القیمؒ نے ''المنار المنیف'' میں اور شیخ محمد بن احمد سفارینیؒ نے اپنی مشہور کتاب ''لوائح الأنوار البهية'' میں علامہ مرعی بن یوسف الکرامی کی کتاب ''فوائد الفكر'' کے حوالہ سے ذکر کیا ہے۔علاوہ ازیں امام القرطبیؒ صاحب ''الجامع لأحكام القرآن'' نے بھی ''التذكرة في أحوال الموتٰى وأمور الآخرة'' میں اسے نقل کیا ہے۔

شیخ محمد البرزنجی المدنیؒ المتوفی ۱۱۰۳ھ ''الإشاعة لأشراط الساعة''،ص:۱۱۲ پر لکھتے ہیں:''وقد علمت أن أحاديث المهدي وخروجه اٰخر الزمان وأنه من عترة رسول الله صلى الله عليه وسلم من ولد فاطمة رضي الله عنها بلغت حد التواتر المعنوي فلامعنى لإنكارها۔''

''محقق طور پر معلوم ہے کہ مہدیؒ سے متعلق احادیث کہ آخر زمانہ میں ان کا ظہور ہوگا اور وہ آنحضرت ﷺ کی نسل اور فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد میں ہوں گے تواتر معنوی کی حد کو پہنچی ہوئی ہیں،لہٰذا ان کے انکار کی کوئی وجہ اور بنیاد نہیں ہے۔''

امام سفارینیؒ کا بیان ہے:

''قد كثرت الأقوال في المهدي حتى قيل: لامهدي إلا عيسٰى، والصواب الذى عليه أهل الحق أن المهدي غير عيسٰى وأنه يخرج قبل نزول عيسٰى عليه السلام وقد كثرت بخروجه الروايات حتٰى بلغت حدالتواتر المعنوي وشاع ذٰلک بين علماء السنة حتى عد من معتقداتهم۔''

(لوائح الأنوار البهية،ص:۷۹-۸۰،ج:۲)

''حضرت مہدیؒ کے بارہ میں بہت سارے اقوال ہیں، حتیٰ کہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ہی مہدیؒ ہیں اور صحیح بات جس پر اہل حق ہیں، یہ ہے کہ مہدیؒ کی شخصیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے الگ ہے۔ان کا ظہور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے پہلے ہوگا۔ظہورِ مہدی سے متعلق روایات اتنی زیادہ ہیں کہ تواترِ معنوی کی حد کو پہنچ گئی ہیں اور علماء اہل سنت کے درمیان اس درجہ عام اور شائع ہوگئی ہیں کہ ظہورِ مہدیؒ کو ماننا اہل سنت والجماعت کے عقائد میں شمار ہوتا ہے۔''

حضرت جابر، حذیفہ، ابوہریرہ، ابوسعید خدری اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے منقول روایتوں کے ذکر اور نشاندہی کے بعد لکھتے ہیں:

''وقد روي عمن ذكر من الصحابةؓ وغير ماذكر منهم رضي الله عنهم بروايات متعددة وعن التابعين من بعدهم ما يفيد مجموعه العلم القطعي، فالإيمان بخروج المهدي واجب كما هو مقرر عند أهل العلم ومدون في عقائد أهل السنة والجماعة۔''

(ایضاً،ص:۸۰،ج:۲)

''اوپر مذکور حضرات صحابہؓ اور ان کے علاوہ دیگر اصحاب رسول سے اور اُن کے بعد تابعین سے اتنی روایتیں مروی ہیں کہ ان سے علم قطعی حاصل ہوجاتا ہے، لہٰذا ظہورِ مہدی پر ایمان لانا واجب ہے، جیسا کہ یہ امر اہلِ علم کے نزدیک ثابت شدہ ہے اور اہل سنت والجماعت کے عقائد میں مدون ومرتب ہے۔''

یہی بات شیخ الحسن بن علی البربہاری الحنبلیؒ المتوفی ۳۲۹ھ نے بھی اپنے عقیدہ میں لکھی ہے،عقیدۃ البربہاری کو ابن ابی یعلیٰ نے طبقات الحنابلہ میں شیخ البربہاری کے ترجمہ میں مکمل نقل کردیا ہے۔

نواب صدیق حسن خان قنوجی بھوپالیؒ المتوفی ۱۳۰۸ھ اپنی تالیف ''الإذاعة لما کان ویکون بین یدي الساعة'' میں صراحت کرتے ہیں:

''والأحادیث الواردة فی المهدي علی اختلاف روایاتها کثیرة جدا تبلیغ حد التواتر وهي فی السنن وغیرها من دواوین الإسلام من المعاجم والمسانید۔''

(ص:۵۲، مطبوعہ ۱۲۹۴ھ، مطبع الصدیقی بھوپال)

''امام مہدیؒ سے متعلق احادیث مختلف روایتوں کے ساتھ بہت زیادہ ہیں جو حدِ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں، یہ حدیثیں سنن کے علاوہ معاجم، مسانید وغیرہ اسلامی دفتروں میں موجود ہیں۔''

اسی کتاب کے صفحہ: ۷۰ پر لکھتے ہیں:

''أقول: لاشک أن المهدي یخرج فی آخر الزمان من غیر تعیین لشهر وعام لما تواتر من الأخبار فی الباب، واتفق علیه جمهور الأمة خلفا عن سلف إلا من لایعتد بخلافه۔''

''میں کہتا ہوں اس بات میں ادنیٰ شک نہیں ہے کہ آخری زمانہ میں ماہ وسال کی تعیین کے بغیر امام مہدیؒ کا ظہور ہوگا، کیونکہ اس باب میں احادیث متواتر ہیں اور سلف سے خلف تک جمہور امت کا اس پر اتفاق ہے، البتہ بعض ایسے لوگوں نے اس میں اختلاف کیا ہے جن کے اختلاف کا اہل علم کے نزدیک کوئی اعتبار نہیں ہے۔''

علامہ محمد بن جعفر الکتانیؒ المتوفی ۱۳۴۵ھ اپنی مشہور تصنیف ''نظم المتناثر من الحدیث المتواتر'' میں رقم طراز ہیں:

''وتتبع ابن خلدون فی مقدمته طرق أحادیث خروجه مستوعبًا علی حسب وسعه، فلم تسلم له من علة، لکن ردوا علیه بأن الأحادیث الواردة فیه علی اختلاف رواتها کثیرة جدًا تبلغ حد التواتر، وهي عند أحمد والترمذي وأبی داؤد وابن ماجة والحاکم والطبراني وأبی یعلی الموصلي والبزار وغیرهم من دواوین الإسلام من السنن والمعاجم والمسانید وأسندوها إلٰی جماعة من الصحابةؓ، فإنکارها مع ذٰلک مما لاینبغی۔'' (ص:۱۴۵)

''مشہور فیلسوف مؤرخ علامہ ابن خلدون نے اپنے مقدمہ میں اپنی وسعت علمی کے مطابق جملہ طرقِ احادیث کی تخریج کے استیعاب کی کوشش کی ہے اور نتیجۃً ان کے نزدیک کوئی حدیث علت سے خالی نہیں ہے، لیکن محدثین نے علامہ ابن خلدون کے اس خیال کو رد کردیا ہے، کیونکہ امام مہدیؒ کے بارے میں وارد احادیث اپنے راویوں کے مختلف ہونے کے باوجود بہت زیادہ ہیں جو حدِ تواتر کو پہنچ گئی ہیں، جنہیں امام احمد بن حنبل، امام ابوداؤد، امام ابن ماجہ، امام حاکم، امام طبرانی، امام ابویعلی موصلی، امام بزار وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ نے دواوین اسلام یعنی سنن، معاجم، مسانید میں روایت کی ہیں اور ان احادیث کو صحابہؓ کی ایک جماعت کی جانب منسوب کیا ہے، لہٰذا ان اُمور کے ہوتے ہوئے ان کا انکار کسی طرح مناسب ودرست نہیں ہے۔''

امام مہدیؒ سے متعلق جن حضراتِ صحابہؓ سے حدیثیں منقول ہیں، ان میں حسب ذیل اکابر صحابہ رضوان اللہ علیہم شامل ہیں:

خلیفۂ راشد حضرت عثمانِ غنی، خلیفہ راشد حضرت علی مرتضیٰ، طلحہ بن عبیداللہ، عبدالرحمٰن بن عوف، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عمرو، عبداللہ بن عباس، ام المؤمنین ام سلمہ، ام المؤمنین ام حبیبہ، ابوہریرہ، ابوسعید خدری، جابر بن عبداللہ، انس بن مالک، عمران بن حصین، حذیفہ بن یمان، عمار بن یاسر، جابر بن ماجد صدفی، ثوبان مولیٰ رسول اللہ ﷺ، عوف بن مالک رضی اللہ عنہم اجمعین۔

علامہ ابن خلدون اگرچہ فن تاریخ اور علم الاجتماع میں بلند مقام ومرتبہ کے مالک ہیں، لیکن محدث نہیں تھے، اس لیے اس باب میں ان کی بات علمائے حدیث اور اربابِ جرح وتعدیل کے مقابلہ میں لائق قبول نہیں ہے، چنانچہ علامہ محمد بن جعفر الکتانی مزید لکھتے ہیں:

''ولولا مخافة التطویل لأوردت هٰهنا ما قفت علیه من أحادیثه لأنی رأیت الکثیر من الناس فی هٰذا الوقت یتشککون فی أمره ویقولون: ماتری هل أحادیثه قطعیة أم لا، وکثیر منهم یقف مع کلام ابن خلدون ویعتمدهٗ مع أنه لیس من أهل هٰذا المیدان والحق الرجوع فی کل فن لأربابه۔''

(نظم المتناثر من الحدیث المتواتر، ص:۱۴۶)

''اگر کتاب کے دراز ہوجانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اس موقع پر امام مہدیؒ سے متعلق ان احادیث کو درج کرتا جن کی مجھے واقفیت ہے، کیونکہ اس وقت بہت سارے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ انہیں امام مہدیؒ کے امر میں تردد ہے

اور اس سلسلے میں وہ یقینی معلومات کے متلاشی ہیں اور دیگر بہت سے لوگ ابن خلدون کے قول پر قائم اور اسی پر اعتماد کرتے ہیں، جب کہ ابن خلدون اس میدان کے آدمی نہیں تھے اور حق تو یہ ہے کہ ہر فن میں اس فن کے ماہرین کی جانب رجوع کیا جائے۔''

ان ساری تفصیلات سے یہ بات روزِ روشن کی طرح آشکارا ہوگئی کہ امام مہدیؓ سے متعلق احادیث نہ صرف صحیح وثابت ہیں، بلکہ متواتر اور اپنے مدلول پر قطعی الدلالت ہیں، جن پر ایمان لانا بحسب تصریح علامہ سفارینی واجب اور ضروری ہے، اسی بنا پر ظہورِ مہدی کا مسئلہ اہل سنت والجماعت کے عقائد میں شمار ہوتا ہے۔ البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ یہ اسلام کے اہم ترین اور بنیادی عقائد میں داخل نہیں ہے۔ مسئلہ کی اسی اہمیت کے پیش نظر ہر دور کے محدثین واکابر علماء نے مسئلہ مہدیؓ پر ضمناً ومستقلاً شرح وبسط کے ساتھ مدلل کلام کیا ہے، جن میں سے بہت سی کتابوں کی نشاندہی خود علامہ ابن خلدونؒ نے بھی مقدمہ میں کی ہے۔ اسی طرح علماء حدیث اور ماہرین نے اس مسئلہ سے متعلق ابن خلدونؒ کے نظریہ کی پرزور تردید کی ہے اور اصولِ محدثین کی روشنی میں علامہ ابن خلدونؒ کے ظاہر کردہ اشکالات کو دور کر کے ظہورِ مہدیؓ کی حقیقت اور سچائی کو پورے طور پر واضح کر دیا ہے۔

علماء امت کی ان مساعی جمیلہ کے باوجود ہر دور میں ایک ایسا طبقہ موجود رہا ہے جو علامہ ابن خلدونؒ کے بیان کردہ اشکالات سے متاثر ہو کر ظہورِ مہدیؓ کے بارے میں شکوک وشبہات میں مبتلا رہا ہے، اس لیے علماء دین بھی اپنے اپنے عہد میں حسبِ ضرورت تحریر وتقریر کے ذریعہ اس مسئلہ کی وضاحت کرتے رہے۔

حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ نے بھی اسی مقصد کے تحت یہ زیرِ نظر رسالہ مرتب کیا تھا، چنانچہ اپنے ابتدائیہ میں لکھتے ہیں:

''**إنه قد جرىٰ ببعض أندية العلم ذكر المهدي الموعود ، فأنكر بعض الفضلاء الكاملين صحة الأحاديث والواردة فيه ، فأحببت أن أجمع الأحاديث الصحيحة في هٰذا الباب وأترك الحسان والضعاف رجاء انتفاع الناس وتبليغ ماأتىٰ به النبي عليه الصلاة والسلام وأن لايغترّ الناس بكلام بعض المصنفين الذين لاإلمام لهم بعلم الحديث كابن خلدون(١)، وغيره، فإنهم وإن كانوا من المعتمدين في التاريخ وأمثاله ، فلا اعتداد لهم في علم الحديث، الخ۔**'' (ص:۱)

''بعض مجالسِ علمیہ میں مہدی موعود کا ذکر آیا تو کچھ ماہرین علم نے مہدی موعودؓ سے متعلق وارد حدیثوں کی صحت سے انکار کیا تو مجھے یہ بات اچھی لگی کہ اس موضوع سے متعلق مروی حسن وضعیف روایتوں سے قطع نظر صحیح حدیثوں کو جمع کر دوں، تاکہ لوگ اس سے نفع اُٹھائیں اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی تبلیغ بھی ہو جائے، نیز ان حدیثوں کے جمع وتدوین سے ایک غرض یہ بھی ہے کہ بعض ان مصنفین کے کلام سے لوگ دھوکا نہ کھا جائیں، جنہیں علم حدیث سے لگاؤ نہیں ہے، جیسے علامہ ابن خلدونؒ وغیرہ۔ یہ حضرات اگرچہ فن تاریخ میں معتمد ومستند ہیں، لیکن علم حدیث میں ان کے قول کا اعتبار نہیں ہے۔''

حضرت شیخ الاسلام نے اپنے اس رسالہ میں بطور خاص اس بات کا التزام فرمایا ہے کہ جن صحیح احادیث پر علامہ ابن خلدونؒ نے کلام کر کے ان کی صحت مشکوک ثابت کرنے کی کوشش کی تھی، جرح وتعدیل سے متعلق ائمہ حدیث کے مقرر کردہ اصول کی روشنی میں ان کی صحت وحجیت کو مدلل ومبرہن کر دیا ہے، اس اعتبار سے یہ رسالہ ایک قیمتی دستاویز کی حیثیت کا حامل ہے اور اس موضوع پر لکھی گئی ضخیم کتابوں سے بھی زیادہ مفید ہے۔ (جاری ہے)

عزیزی نعمان شہزاد کی گمشدگی

راقم الحروف کے فرزند ارجمند نعمان شہزاد جس کی عمر بیس بائیس سال ہے۔ ۱۴ر دسمبر ۲۰۲۰ء سے لاہور کا کہہ کر شجاع آباد سے روانہ ہوا آج تک لاہور اپنے بھائی قاری علی حیدر سلمہ کے ہاں نہ پہنچ سکا۔ اس کی بازیابی کے لئے دعاؤں کی درخواست ہے۔ (موصوف دائیں ہاتھ اور دائیں پاؤں سے معذور اور مرگی کا مریض ہے)۔

علاوہ ازیں راقم کے برخوردار قاری علی حیدر کا بیٹا حسین ابن علی میو ہسپتال لاہور میں داخل ہے۔ آنتوں کے دو آپریشن ہو چکے ہیں، الحمدللہ! روبصحت ہے۔ اس کی مکمل صحت یابی کے لئے دعاؤں کی درخواست ہے۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

خبروں پر ایک نظر

کراچی کے مختلف حلقوں میں

تحفظ ختم نبوت پروگرامز

رپورٹ: مولانا محمد کلیم اللہ نعمان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام کراچی کے مختلف حلقوں اور ٹاؤنز میں وقتاً فوقتاً تحفظ ختم نبوت پروگرامز، اجلاس، تربیتی کورس، سیمینارز اور کانفرنسیں منعقد کی جاتی ہیں۔ اس طرح کراچی بھر میں ختم نبوت کی صدائیں بلند ہوتی رہتی ہیں، اس سلسلہ میں ہمارے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ خود بھی نہایت جوش و ولولہ کے ساتھ متحرک رہتے ہیں اور اپنے ساتھی مبلغین اور نوجوانوں میں بھی جوش و جذبہ پیدا کرتے ہیں۔

گزشتہ دنوں بھی ضلع جنوبی حلقہ کیماڑی ٹاؤن، لیاری ٹاؤن، صدر ٹاؤن، حلقہ ریلوے سٹی کالونی کی مساجد میں تحفظ ختم نبوت پروگرامز منعقد کئے گئے، جن میں مبلغین ختم نبوت مولانا عبدالحئی مطمئن، مولانا ابرار شریف کے علاوہ مولانا محمد رضوان، مولانا محمد شعیب کمال اور راقم الحروف کے بیانات ہوئے۔ مختلف مساجد میں عام مسلمانوں خصوصاً نوجوان نسل کو عقیدۂ ختم نبوت کی ضرورت و اہمیت سے آگاہ کیا۔ تحفظ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت کے لئے کی گئی کوششوں اور کاوشوں سے انہیں روشناس کرایا گیا۔ نوجوانوں کو ختم نبوت کے کاز کے لئے آمادہ کیا، الحمدللہ! اس کا بہت اچھا رسپانس ملا اور کام کرنے کی ترتیب بنائی گئی۔ حلقہ کیماڑی ٹاؤن میں مولانا عبدالحئی مطمئن نے جامع مسجد مصطفیٰ میں، راقم الحروف نے جامع مسجد ابوبکر میں جبکہ بسم اللہ مسجد، حمزہ مسجد، مکی مسجد، بلال مسجد سمیت کیماڑی ٹاؤنز کی تیرہ مساجد میں مولانا شعیب کمال، مولانا محمد عادل غنی، مولانا ابرار شریف اور مولانا محمد عارف نے بیانات کئے، کیماڑی ٹاؤن کے نگران مولانا حضرت حسین نے سرپرستی فرمائی، اسی طرح حلقہ لیاری ٹاؤن کے نگران مولانا نعیم اللہ اور معاونین مفتی ادیب الرحمٰن، رفعت اللہ نے زینب مسجد، عائشہ مسجد، جامعہ محمودیہ حاجیانی مسجد، خالد بن ولید مسجد میں بیانات کا نظم بنایا، مولانا عبدالحئی مطمئن اور راقم الحروف کے بیانات ہوئے۔

حلقہ صدر ٹاؤن میں بھی مولانا مسعود احمد لغاری کی نگرانی میں جامع مسجد مدینہ سلطان آباد صدیق اکبر، بلال مسجد، سنہری مسجد میں مبلغین ختم نبوت کے بیان ترتیب دیئے گئے۔ ان تمام پروگرامز میں مذکورہ مساجد کے ائمہ حضرات، متعلقہ حلقہ جات کے ذمہ داران اور علاقہ مکینوں نے بھرپور تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ تمام حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ان کی کوششوں کو قبول و منظور فرمائے۔ آمین۔

پاکستان میں آج تک توہین رسالت کے کسی بھی مجرم کو عملاً سزائے موت نہیں دی گئی

لاہور.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یونٹ شاہدرہ کے زیر اہتمام تحفظ ختم نبوت کانفرنس مدرسہ اشرف العلوم جیا موسیٰ شاہدرہ لاہور میں جمعیت علماء اسلام لاہور کے رہنما اور مہتمم مدرسہ ہذا مولانا مفتی سیف اللہ ربانی کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس کے مہمان خصوصی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی تھے جبکہ کانفرنس میں مجلس تحفظ ختم نبوت شاہدرہ کے رہنما مولانا سید محمد جنید بخاری، مولانا شکیل احمد نفیسی، مولانا مفتی محمد نوید، مولانا سیف الودود، مولانا ہدایت اللہ، قاری محمد اسلم اور معززین علاقہ حاجی منور، حاجی محمد شکیل، چوہدری عرفان غنی، حافظ عبدالباسط، ملک زوار حسین، بھائی شفیق، حافظ تنویر و دیگر نے شرکت کی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں، آپ کے بعد نبوت نہیں ہے بلکہ قیامت تک آنے والے تمام زمانے اور تمام صدیاں وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی ہی ہیں۔ اسلام آباد کی انسداد دہشت گردی کی عدالت کا توہین رسالت کے مجرموں کے بارے میں سزائے موت کا فیصلہ قرآن اور آئین پاکستان کے عین مطابق ہے۔ اس اہم فیصلے سے عدلیہ کے وقار میں اضافہ ہوگا۔ ملک میں توہین رسالت کے بڑھتے ہوئے واقعات کی روک تھام کے لئے توہین رسالت کے مجرموں کو عدالتوں کی طرف سے سنائی گئی سزاؤں پر عملدرآمد کرانا اصل مسئلہ ہے۔ مبلغ ختم نبوت مولانا عبدالنعیم نے اپنے خطاب میں کہا کہ پاکستان میں آج تک توہین رسالت کے کسی بھی مجرم کو عملاً سزائے موت نہ دیئے جانا یہ المیہ ہے جس کے نتیجے میں اسلامیان پاکستان میں گہری تشویش پائی جاتی ہے۔ C-295 پر عملدرآمد سے ملک امن و آشتی کا گہوارہ بن سکتا ہے۔ اس قوم کا بچہ بچہ ذات رسول کو اپنی جان سے زیادہ عزیز سمجھتا ہے۔ C-295 کے بارے میں یورپی یونین کا واویلا ہمارے دین اور آئین میں مداخلت ہے۔

دینی مدارس میں

مختصر ختم نبوت کورسز!

مولانا محمد رضوان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع شرقی کے زیر اہتمام کراچی کے مختلف مدارس میں ایک روزہ تحفظ ختم نبوت تربیتی نشست کا اہتمام کیا گیا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی وفد نے مدارس کے ذمہ داران حضرات سے ملاقات کی اور حضرت امیر مرکزیہ شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم کی طرف سے خط پیش کیا گیا۔ الحمدللہ! تمام حضرات ذمہ داران مدارس نے اس خط کو اپنے لئے سعادت سمجھتے ہوئے اور تربیتی نشست کو طلبا وطالبات کے لئے وقت کی ضرورت سمجھتے ہوئے اجازت مرحمت فرمائی۔

پہلا کورس:

ایک روزہ نشست کا آغاز ۲۱ر دسمبر ۲۰۲۰ء صبح ۸ بجے جامعۃ السعید پی ای سی ایچ سوسائٹی سے ہوا۔ درجہ اولیٰ تا تخصص کے طلبا کرام بروقت تشریف فرما تھے۔ پہلا سبق راقم الحروف (مسؤل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت) نے ’’عقیدۂ ختم نبوت قرآن و حدیث کی روشنی میں‘‘ کے عنوان پر پڑھایا۔ دوسرا سبق عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا عبدالحئی مطمئن نے ’’فتنۂ قادیانیت اور اس کی سنگینی‘‘ کے عنوان پر پڑھایا۔ تیسرا سبق مرکزی مبلغ حضرت مولانا قاضی احسان احمد نے ’’تحریک ختم نبوت تاریخ کے آئینہ میں‘‘ کے عنوان پر درس دیا اور طلبا کرام سے اپنے اکابرین کے طرز پر اس عظیم کام سے وابستہ ہونے کی درخواست کی۔ چوتھا اور آخری سبق مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی نے ’’رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام‘‘ کے عنوان پر درس دیا۔ اس کورس میں جامعۃ السعید کے ۱۷۰ طلبا شریک ہوئے۔

دوسرا کورس:

۲۲ر دسمبر جامعہ تعلیم القرآن والسنہ منظور کالونی کے بانی ومہتمم حضرت مولانا قاری شبیر احمد عثمانیؒ تھے۔ حضرت قاری صاحب جماعت اور جماعت کے اکابرین سے انتہا درجے کی محبت فرماتے تھے۔ اب حضرت کے صاحبزادے مولانا محمد طیب عثمانی مدظلہ مہتمم ہیں۔ ادارہ میں ابتدائیہ سے تخصص تک تعلیم کا سلسلہ بحمداللہ! جاری ہے۔ ۸ بجے کورس کا آغاز ہوا۔ مذکورہ بالا چار عنوانات پر علماء کرام نے درس دیا۔ اس کورس میں ۱۵۰ طالبات و مستورات علاقہ اور ۲۰۰ طلبا شریک ہوئے۔

تیسرا کورس:

۲۳ر دسمبر بروز بدھ جامعہ مصباح العلوم محمودیہ منظور کالونی میں منعقد ہوا۔ اس مدرسہ کے مہتمم وبانی، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے خلیفہ مجاز بزرگ رہنما جمعیت علماء اسلام، حضرت مولانا حافظ عبدالقیوم نعمانی مدظلہ ہیں۔ الحمدللہ! حضرت ہمہ وقت اس عظیم کام کے لئے فکرمند رہتے ہیں۔ منظور کالونی میں یہ عظیم کام حضرت کی فکر، جدوجہد اور دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ کئی

مسلمانوں نے ہمیشہ باہمی اتحاد واتفاق سے عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ کیا ہے

لاہور.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مبلغ ختم نبوت لاہور مولانا عبدالنعیم لاہور، مولانا علیم الدین شاکر، قاری جمیل الرحمٰن اختر، جے یو آئی مولانا حافظ محمد اشرف گجر، قاری عبدالعزیز، قاری ظہور الحق، مولانا خالد محمود، قاری ظہور الحق نے خطبات جمعہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا کام کرنے والے کل قیامت والے دن شفاعت محمدی کے حقدار بنیں گے۔ عقیدۂ ختم نبوت کسی ایک مسلک یا فرقے کا کام نہیں پوری امت مسلمہ کا مشترکہ عقیدہ ہے اور مسلمانوں نے ہمیشہ باہمی اتحاد واتفاق سے عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اور دفاع کیا ہے۔ اسلام کی بنیاد جس عقیدے پر قائم ہے وہ ختم نبوت کا عقیدہ ہے، انگریز کا خود کاشتہ پودا فتنۂ قادیانیت ملک کے مختلف علاقوں میں سادہ لوح مسلمانوں کو قادیانی کافر ومرتد بنانے کے لئے اپنے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کئے ہوئے ہیں جن کا تدارک کرنا حکومت کی دینی وآئینی ذمہ داری ہے۔ علماء کرام نے کہا کہ قانون ناموس رسالت میں کوئی ترمیم ناقابل برداشت ہے۔ ناموسِ رسالت ایکٹ میں ترمیم کی سازش درحقیقت تحفظ ناموسِ رسالت قانون کو غیرموثر بنانے کی ملک دشمن یہودی وقادیانی سازش ہے، جسے غیور مسلمان قطعی طور پر برداشت نہیں کریں گے۔

قادیانی مناظرہ کے لئے حضرت کے پاس آئے، لیکن ان قادیانیوں کو اپنے آباؤ اجداد کی طرح رسوائی اور ذلت کا سامنا کرنا پڑا۔ کورس میں بنین و بنات کے طلبا و طالبات نے شرکت کی، جن کی تعداد تقریباً ۳۵۰ تھی۔ اس کورس میں چار موضوعات پر چار علماء کرام نے درس دیا، اس ادارہ میں بنین و بنات کے لئے دورۂ حدیث تک کے درجات میں تعلیم کا سلسلہ جاری ہے۔

چوتھا کورس:

۲۴ر دسمبر بروز جمعرات کو ادارہ مدینۃ العلوم لیاقت آباد نزد اسلامیہ مسجد میں منعقد ہوا۔ اس کورس میں چار عنوانات پر علماء و مبلغین نے گفتگو فرمائی۔ کورس میں طالبات کے علاوہ کثیر تعداد میں علاقہ کی مستورات نے شرکت کی، جن کی تعداد ۵۷ا تھی۔

پانچواں کورس:

۲۴ر دسمبر بروز بدھ کو مدرسہ عائشہ صدیقہ للبنات اکبر مسجد شاہراہ قائدین، سوسائٹی آفس میں ۸ بجے صبح منعقد ہوا۔ پہلا سبق: مولانا عبدالحئی مطمئن نے ''فتنۂ قادیانیت'' کے عنوان پر پڑھایا۔ دوسرا سبق: راقم الحروف نے ''عقیدۂ ختم نبوت قرآن و حدیث کی روشنی میں'' پر پڑھایا۔ تیسرا سبق: مولانا محمد قاسم نے ''فتنۂ قادیانیت کا سیاسی جائزہ اور تحریک ختم نبوت'' کے عنوان پر پڑھایا۔ چوتھا سبق: مولانا قاضی احسان احمد نے ''رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام'' کے عنوان پر پڑھایا۔ اس کورس میں مدرسہ کی طالبات، علاقہ کی مستورات اور مرد حضرات بھی شریک ہوئے۔

چھٹا کورس:

۲۸ر دسمبر بروز پیر جامعہ عربیہ الٰہیہ لیاقت آباد میں منعقد ہوا۔ ادارہ کے مہتمم مفتی اخلاق احمد مدظلہ، شہید ختم نبوت مفتی سعید احمد جلال پوریؒ کے عقیدت کیش ہیں۔ زمانۂ طالب علمی سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ وابستہ ہیں۔ یہاں بھی چار عنوانات پر علماء و مبلغین نے درس دیا۔ الحمدللہ! کورس میں درجہ اولیٰ تا تخصص کے ۱۲۰ طلبا شریک ہوئے۔

ساتواں کورس:

۲۹ر دسمبر بروز منگل جامعہ آمنۃ الاسلامیہ حسرت موہانی کالونی بڑا بورڈ میں منعقد ہوا۔ تین عنوانات پر دو حضرات نے درس دیا۔ مدرسہ کی طالبات کے علاوہ اہل علاقہ کی مستورات نے بھی شرکت کی، جن کی تعداد ۸۰ کے قریب تھی۔

آٹھواں کورس:

۳۰ر دسمبر بروز بدھ مدرسہ عربیہ معارف العلوم پاپوش نگر میں منعقد ہوا۔ چار عنوانات پر چار حضرات نے درس دیا۔ کثیر تعداد میں علماء و طلبا شریک ہوئے۔

نواں کورس:

۳۱ر دسمبر ۲۰۲۰ء بروز جمعرات مدرسہ تعلیم القرآن الفلاح مسجد پی ای سی ایچ سوسائٹی میں منعقد ہوا۔ مدرسہ کے مہتمم حضرت مولانا قاری ضیاء الحق مدظلہ کو اللہ تعالیٰ نے کئی صفات حسنہ سے نوازا ہے۔ کورس میں شریک طلبا کی تعداد ۱۱۵ رہی۔

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے اب تک ۹ مدارس کے ۱۵۵۲ کے قریب طلبا و طالبات اس کورس میں شریک ہوئے۔ کورس میں شریک طلبا میں جماعت کی طرف سے لٹریچر اور ہفت روزہ تقسیم کیا گیا۔ مزید گیارہ مدارس میں کورس کا انعقاد طے شدہ مقررتاریخ میں کیا جائے گا، جن کی تفصیل آپ آئندہ کسی شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

بقیہ:...... ''خلع'' کا موجودہ قانون ایک معاشرتی المیہ

(۵) کسی سے خفیہ آشنائی ہو اور اس کی خاطر اپنے خاوند سے خیانت اور ازدواجی زندگی کو تباہ کرنے پر تلی ہوئی ہو۔ خدا کے لئے انصاف کیجئے! کہ ایسی صورت حال میں اگر عدالت مظلوم خاوند کا مؤقف سنے بغیر عورت کے مطالبۂ خلع پر یک طرفہ ڈگری جاری کرکے عورت کو خلع یا طلاق دے دیتی ہے تو کیا یہ انصاف کا خون کرنے کے مترادف نہیں ہے؟ کیا عدالت نے اصل حقائق کی تحقیق و تفتیش کا اپنا فریضہ ادا کیا؟ جس عدالت نے فریقِ مخالف کا مؤقف سننے تک کی زحمت گوارا نہیں کی، وہ اس کے ساتھ انصاف کیسے کرسکتی ہے؟

اس لئے قرآن وسنت کے عائلی قوانین کے مطابق اگر میاں بیوی کا کوئی معاملہ عدالت میں آتا ہے تو جج کی پہلی ترجیح زوجین میں مصالحت ہونی چاہئے، اگر مصالحت نہیں ہوتی تو جج شوہر کو رضا کارانہ طور پر طلاق دینے کے لئے آمادہ کرے، اگر شوہر اس کے لئے تیار نہ ہو تو بیوی کچھ لین دین کرکے شوہر کو طلاق کے لئے راضی کرلے۔ اسی کو خلع کہا جاتا ہے۔ اگر ان میں سے کوئی بھی تدبیر کارگر نہ ہو اور بیوی شرعی اعتبار سے ایسی وجہ بیان کرتی ہے جو موجب تفریق ہے اور جج کو واقعات وشواہد اور دلائل کی روشنی میں اس کے سچے ہونے کا ایک حد تک یقین ہوجائے تو ایسی صورت میں مسلمان جج کو خاص شرائط کے ساتھ تفریق کا حق ہے۔

REGD. SS. 160

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت وعقیدت جو ہر مسلمان کے ایمان کی بنیاد ہے، اس کے تقاضوں سے اہلِ ایمان کو روشناس کرانے والی اور ایمان افروز واقعات پر مشتمل ایک دل آویز کتاب۔

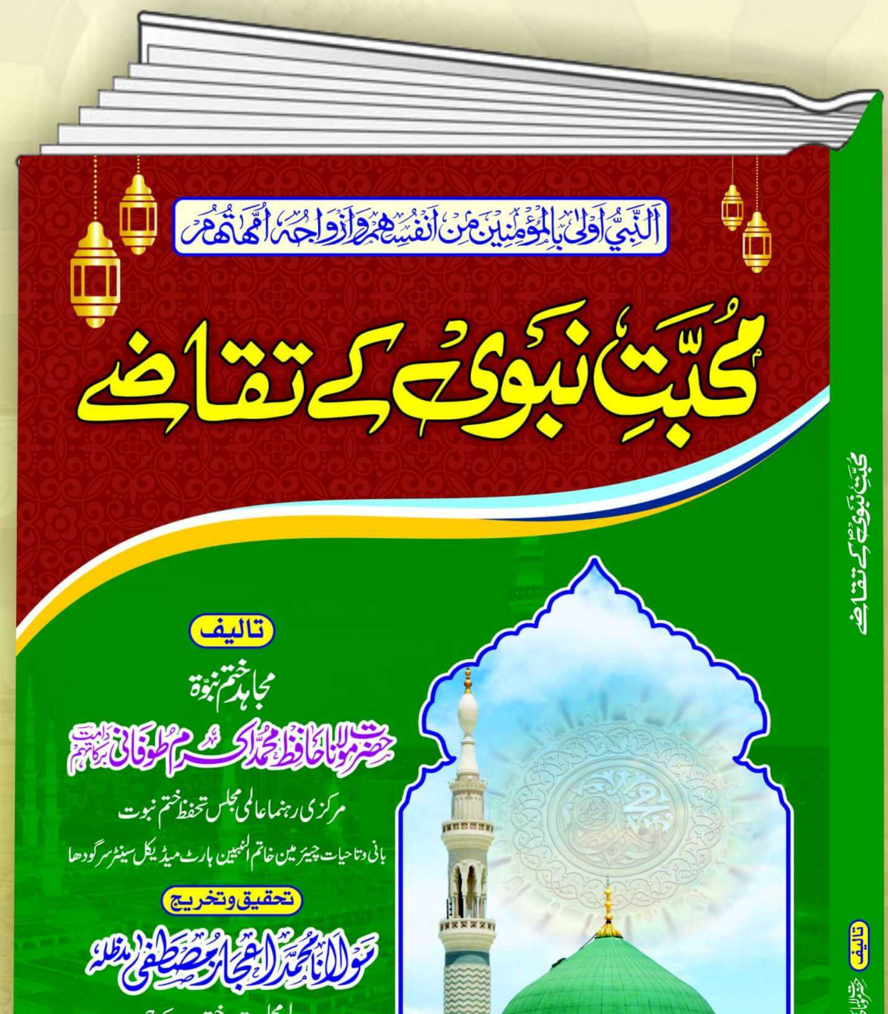

ہر مسلمان گھرانے کی ضرورت!

پہلی بار مکمل تحقیق وتخریج کے ساتھ

رنگین اشاعت

عمدہ طباعت

ملنے کا پتہ

دفتر ختم نبوت، ایم اے جناح روڈ، کراچی ، اسلامی کتب خانہ، بنوری ٹاؤن، کراچی

دفتر ختم نبوت، لکڑ منڈی، سرگودھا 0324-2002013 - 0335-3224030